رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

THE WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۳

شمارہ ۴۸

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقا پوری

نائب: فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ ”
ممالک غیر ۸ ”
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۲۶ نبوت ۱۳۴۳ ہش | ۲۱ رجب ۱۳۸۴ھ | ۲۶ نومبر ۱۹۶۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۴ نومبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۱ نومبر بوقت ۸½ صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی شام کے وقت کچھ بے چینی ہو گئی دوائی سے نیند آ گئی۔ اس وقت طبیعت بہتر ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

قادیان ۲۴ نومبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

حیدرآباد میں سیرت پیشوایان مذاہب کا کامیاب جلسہ!

مسلم و غیر مسلم مقررین کی پُر مغز تقاریر اور قومی یکجہتی کا عملی نمونہ

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مولوی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد دکن

پچھلے دنوں ہندوستان کے طول و عرض میں قومی یکجہتی کے سلسلہ میں جلسے ہوئے اور جلوس نکالے گئے ہندوستانی حکومت نے ملک میں مختلف اقوام اور مذاہب کے درمیان ہم آہنگی اور یکجہتی پیدا کرنے کے لئے حلف بھی اٹھائے۔ اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جماعت احمدیہ کے موجودہ امام عالی مقام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج سے قریباً ۴۰ سال قبل ملک کی اس اہم ضرورت کی بنیاد یوم پیشوایان مذاہب کی صورت میں ڈالی یعنی سال میں ایک دن ایسا منایا جائے جس میں تمام پیشوایان مذاہب کی سیرت و سوانح ایک ہی پلیٹ فارم پر مختلف مذاہب کے پیروکار بیان کریں اور اس طرح ایک دوسرے کے ساتھ دائمی محبت اور احترام کے جذبات قائم کئے جائیں۔ چنانچہ تمام دنیا میں جہاں بھی جماعت احمدیہ قائم ہے اس قسم کے جلسے خاص اہتمام سے منعقد کئے جاتے ہیں۔ اور اس طرح بین الاقوامی یکجہتی اور ہم آہنگی پیدا کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔

جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے زیر اہتمام بھی ایک جلسہ پیشوایان مذاہب مورخہ ۸ نومبر ۱۹۶۴ء بروز اتوار صبح ۱۱ بجے زیر صدارت محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت بمقام احمدیہ جوبلی ہال منعقد ہوا۔

اس جلسہ میں حیدرآباد کے مختلف مذہبی نمائندوں نے اپنے اپنے پیشواؤں کی سیرت و سوانح پیش فرمائی۔ اس جلسہ میں احمدی احباب کے علاوہ غیر احمدی اور غیر مسلم بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ جلسہ کے متعلق شہر میں [illegible] اور چھوٹے چھوٹے اشتہار نیز مقامی اخبارات کے ذریعہ تشہیر کی گئی تھی۔

جلسہ کی غرض و غایت

جناب مولوی محمد صادق صاحب سیکرٹری تبلیغ کی تلاوت قرآن کریم اور جناب محمد عبد القیوم صاحب کی نظم کے بعد مکرم سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ صدر جماعت احمدیہ شادنگر نے افتتاحی تقریر فرمائی جس میں آپ نے اس قسم کے جلسوں کے انعقاد کی غرض و غایت بیان فرمائی۔ اور ہندو مسلم سکھ عیسائیوں کے درمیان اخوت و بھائی چارگی کے رشتہ کو قائم کرنے اور مضبوط کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کی کوششوں کا ذکر فرمایا۔ اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ”پیغام صلح“ میں سے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے۔

اس کے بعد پہلی تقریر مکرم مسٹری کیشوراؤ صاحب ایڈووکیٹ حیدرآباد نے کی جس میں حضرت

شری کرشن جی مہاراج کی تعلیم اور آپکی سیرت

پر روشنی ڈالی۔ آپ نے سری کرشن جی علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ [وسلم] کی حقیقت کے ضمن میں بعض مشابہات اور مماثلات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ دنیا کے سامنے ہر مذہب اور ہر پیغمبر نے ایک ہی قسم کی مشترکہ تعلیم اور مشترکہ لائحہ عمل پیش کیا ہے۔

آپ نے بتایا کہ ہندوستان میں جو فرقہ وارانہ فسادات آئے دن ہوتے رہتے ہیں ان کا مذہب کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مذہب کو نہ ماننے والے محض اپنی ہوس کو پورا کرنے اور ذہنی تعیش کی خاطر مذہب کے نام پر فساد برپا کرتے ہیں۔

ایڈووکیٹ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب لیکچر سیالکوٹ کے حوالہ سے حضرت کرشن جی علیہ السلام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کی ان کوششوں اور جدوجہد کو بہت ہی سراہا کہ جس کے ذریعہ دنیا میں امن اور صلح پیدا ہو سکتی ہے۔

دوسری تقریر خاکسار کی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم

کے عنوان پر ہوئی۔ جس میں سب سے پہلے موجودہ زمانہ کے پُر فتن حالات بتاتے ہوئے گیتا سے حضرت سری کرشن جی کے بعض شلوک پڑھ کر بتایا کہ موجودہ زمانہ کی حالت اس بات کی متقاضی ہے کہ دنیا میں اب دھرم کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے کوئی مصلح یا ریفارمر آئے۔

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا تہترواں

جلسہ سالانہ

جملہ احباب جماعت احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے ۱۸۔۱۹۔۲۰ دسمبر ۱۹۶۴ء کی تاریخیں رکھی گئی ہیں تاکہ دوست کرسمس کی چھٹیوں اور کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے رعایتی کرایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

لہٰذا جملہ احباب جماعت، عہدیداران و مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے کہ جمعہ اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے مواقع پر یہ اعلان جلسہ سالانہ تک کرکے زیادہ سے زیادہ احباب زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ دوست اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی برکات سے فائدہ اٹھا سکیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ساما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور اس کی اغراض بیان کرتے ہوئے دنیا کو خدا تعالیٰ کی زندہ ہستی اور اس کی حقیقت سے روشناس کرانے اور اسی طرح مختلف اقوام اور مذاہب کے درمیان صلح و آشتی پیدا کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کی مساعی کا ذکر کیا

خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف پیغام صلح کا حسب ذیل اقتباس پڑھ کر سنایا۔

صلح کا پیغام

"جو شخص تم دونوں (ہندو و مسلمان) قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اس کی اس شخص کی مثال ہے جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اس کو کاٹتا ہے ...... اب یہ نازک وقت ہے یا یہ راتم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے۔ دنیا پر طرح طرح کے ابتلا نازل ہو رہے ہیں۔ جو کچھ مجھے خدا نے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئیگی۔ اور برے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر سخت بلائیں آئیں گی۔ اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی۔ آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے مصیبتوں کے بیچ میں آکر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ سو اے ہم وطن بھائیو قبل اس کے کہ وہ دن آویں ہوشیار ہو جاؤ اور چاہیئے کہ ہندو اور مسلمان باہم صلح کر لیں؛"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس پیغام کی روشنی میں ۱۹۴۷ء اور اس کے بعد کے ہولناک واقعات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اگر ہندوستان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس پیغام پر جو کہ ان واقعات سے ۴۰ سال قبل دونوں قوموں کے لئے دیا تھا کان دھر لیا ہوتا تو ہندوستان کو کبھی بھی ان آفات اور مصائب کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

اس کے بعد جماعت احمدیہ کے ابتدائی اور موجودہ حالات کا موازنہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق قائم شدہ ایک روحانی تحریک ہے۔ جس کی طرف سنجیدگی سے غور و فکر کرنے کی دعوت دیتے ہوئے خاکسار نے اپنی تقریر ختم کی۔

اس کے بعد جناب میر احمد الفضل صاحب نے پیشوایان مذاہب کے احترام پر ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ تیسری تقریر حیدرآباد کے ایک مشہور سکھ معزز جناب سردار دیال سنگھ صاحب کی

سیرت حضرت گورو بابا نانک صاحب

پر ہوئی۔ آپ نے باوا صاحب کی زندگی سے لے کر وفات تک کے سوانح حیات مختصر رنگ میں بیان کرتے ہوئے آپ کے اخلاق حمیدہ کو ظاہر کرنے والے کئی دلچسپ واقعات سنائے اور بتایا کہ حضرت باوا نانک صاحب نے کبھی بھی ذات پات یا بت پرستی کا تصور لوگوں کے سامنے ہرگز پیش نہیں کیا تھا بلکہ آپ کی بعثت کی غرض ہندو اور مسلمان کو رواداری کے مسلک سے منسلک کرنا تھا مقرر نے نانک صاحب کی مشہور بانی کے

اوّل اللہ نور اُپایا ......

کون بھلے کون مندے

کی دلچسپ رنگ میں تشریح کی۔

پادری صاحب کی تقریر

اس تقریر کے بعد ہندوستانی چرچ حیدرآباد کے پادری جناب امیر اللہ صاحب علوی نے مسیحی تعلیمات کی روشنی میں قومی یکجہتی کا تصور کے زیر عنوان تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ مختلف مذاہب کے مابین جو حقیقی اور نظریاتی اختلافات ہیں وہ باہم نفرت اور تعصب کے ذرائع نہیں۔ دنیا میں انبیاء اس لئے نازل ہوتے ہیں کہ انسان کو اخلاق اور باہم اتحاد و محبت کا سبق سکھائیں صحیح معنوں میں عبادت بھی اسی کو کہتے ہیں۔ موصوف نے حضرت مسیح کے پہاڑی وعظ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کو بھی خدا نے ایسی تعلیم دے کر بھیجا ہے کہ "غمگساروں کو تسلی دیں۔ راستبازی کے بھوکے اور پیاسے رہیں۔ اپنے دلوں کو پاک و صاف کریں باہمی صلح و صفائی کے ساتھ رہا کریں (باب ۵) حضرت مسیح نے اپنے حواریوں کو یہ نصیحت بھی فرمائی کہ "اپنے پڑوسی سے محبت رکھو اپنے دشمنوں سے بھی محبت رکھو۔ اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو (متی ۵/۴۵)

علاوہ ازیں مکرم پادری علوی صاحب نے انجیل مقدس کے مختلف حوالوں سے قومی یکجہتی کے تعلق سے مسیحی تعلیم پیش کی۔ آپ نے آخر میں بتایا کہ ہندوستان میں سب سے بڑی بیماری یہ ہے کہ مذہب کو آپس میں نفرت و تعصب کا ذریعہ بنایا جا رہا ہے۔ آپ نے بھی ہندوستان میں پرامن ماحول پیدا کرنے کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی کوششوں کی تعریف کی اور نظر استحسان سے دیکھا۔

از نعت رسول

اس کے بعد جناب میر احمد الفضل صاحب نے حضرت رسول کریم صلعم کی مدح میں ایک نعتیہ کلام پیش کیا

پیشوایان مذاہب کا احترام

آخری تقریر مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی کی تھی۔ آپ کی پُر از معلومات تقریر نہایت ہی توجہ اور انہماک سے سنی گئی آپ نے بتایا کہ اسلام دنیا میں صلح اور امن کا پیغام لے کر آیا ہے۔ اس لئے نہیں کہ دیگر مذاہب یا ان کے پیشواؤں کی تکذیب کرے قرآن کریم نے مصدقاً لما معکم کہکر اسلام اور قرآن کو دیگر مذاہب کے مصدق کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمات دیگر سابقہ کتب کی تمام تعلیمات کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔ چنانچہ ان ھٰذا لفی الصحف الاولیٰ اور فیھا کتب قیمہ کی لطیف تشریح کرتے ہوئے فاضل مقرر نے اس بات کو ثابت کیا۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کا بنیادی عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس طرح انسان کی جسمانی ارتقاء کے لئے کسی زمان و زمین و قوم و ملک کے امتیاز کے بغیر تمام سامان پیدا کئے ہیں۔ اسی طرح اس کی روحانی نشو و نما کے لئے ہر قوم میں سامان پیدا کیا ہے۔ ہم احمدی جس طرح حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نبی کریم صلعم تک کے تمام انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں مذکور ہے اسی طرح حضرت سری کرشن جی سری رامچندر جی سری بدھ جی سری گورو نانک جی اور دیگر تمام پیشوایان مذاہب پر بھی ایمان لاتے اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ اور ہم بغیر کسی قسم کی مخالفت کے ڈر کے اور بغیر کسی قسم کے دباؤ کے دنیا کے ہر حصہ میں جا کر اس عقیدہ کا علی الاعلان اظہار کرتے ہیں۔

مکرم مولانا صاحب نے آیت قرآنی اقرأ باسم ربک الذی خلق۔ خلق الانسان من علق اقرأ و ربک الاکرم الذی علم بالقلم۔ علم الانسان ما لم یعلم کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ قرآن کریم کی اس آیت کی تصدیق آج دانشمند تاریخ نے کی ہے۔ آپ نے مختلف تاریخی شواہد کے ذریعہ بتایا کہ مسلمانوں نے کس طرح فلسفہ علوم و فنون کو فروغ دیا مسلمان عرب جہاں جہاں علوم و فنون مختلف نظر آئے وہاں سے انہیں حاصل کر کے عرب آئے اور اپنی زبان میں ان کا ترجمہ کر کے تمام دنیا میں پھیلایا۔

اس طرح خدا تعالیٰ نے مذکورہ آیۃ کریمہ سے پیشگوئی فرمائی کہ حضرت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد کے ساتھ ایک نیا دور اور ایک نیا انقلاب دنیا میں نمودار ہونے والا ہے۔ فاضل مقرر نے مختلف واقعات اور تاریخ کی کسوٹی کے ذریعہ بیّن رنگ میں ثابت کیا کہ موجودہ سائنسی ترقی کی بنیاد آج سے ۱۴۰۰ سال قبل غار حرا میں پڑی تھی۔

مکرم مولوی صاحب نے یو۔ این۔ او کا موجودہ human charter یعنی حقوق انسانیت کو حضرت رسول کریم صلعم کے خطبہ حجۃ الوداع کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا۔ حضرت رسول کریم صلعم نے اس موقعہ پر لاکھوں کی تعداد حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ کلکم ابناء آدم ..... لا فضل للعربی علی عجمی ولا فضل لعجمی علی عربی الا بالتقویٰ۔ اس اعلان کے ذریعہ آنحضرت صلعم نے اس معاشرہ کو نیست و نابود کیا جہاں اونچ نیچ کالے گورے اور امیر و غریب کا امتیاز اور فرق پایا جاتا تھا۔ اور اس بات کی تصدیق پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی تصانیف Glimpses of world history اور Discovery of India میں فرمائی ہے۔

محترم مولانا صاحب کی یہ تقریر ایک گھنٹہ تک جاری رہی اس کے بعد صدر صاحب نے مختصر الفاظ میں پیشوایان مذاہب کے سلسلہ میں تذکرہ فرمایا اور تمام معززین و سامعین کا شکریہ ادا فرمایا۔ دعا کے بعد یہ جلسہ نہایت کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔

پاپائے اعظم کی بھارت میں آمد

اور

جماعت احمدیہ کی طرف سے اسلامی لٹریچر کی تقسیم

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مورخہ ۲۸ر نومبر تا ۱۰ر دسمبر بمبئی میں آل ورلڈ یوکرسٹک کانفرنس ہو رہی ہے جس میں غیر ممالک کے ہزار اور ہندوستان سے دو لاکھ کے قریب نمائندگان کی شرکت کی توقع ہے اس موقعہ پر جماعت احمدیہ اپنی روایات کے مطابق کافی تعداد میں لٹریچر تیار کر رہی ہے اور اپنے بعض مبلغین کو وہاں بھجوا رہی ہے جو موتمر کے مطابق وفود کی صورت میں معزز ممبران سے ملاقات کریں گے اور لٹریچر بھی تقسیم کریں گے اس لٹریچر کی تیاری کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مبلغ پانچ ہزار روپیہ نظارت کو بطور قرض دیا ہے اور محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی آف کلکتہ نے بغیر کسی تحریک کے از خود مبلغ تین ہزار روپیہ عطیہ دیا ہے اس کے علاوہ اور بھی اخراجات متوقع ہیں۔ میں خصوصیت سے جماعت کے مخیر احباب سے اپیل کرتا ہوں اور اس اعلان میں در اصل وہی مخاطب ہیں کہ وہ اپنے حالات اور اخلاص کے مطابق اس تبلیغی موقعہ سے فائدہ اٹھانے کیلئے تعاون کا ہاتھ بڑھائیں اور مالی امداد سے اپنے فرض کی ادائیگی فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں تا کہ ہم زیادہ سے زیادہ اس اہم تبلیغی موقعہ سے فائدہ اٹھا سکیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام عیسائی قوم کے ان نمائندگان تک پہنچا سکیں جو دور دراز سے تشریف لا رہے ہیں۔ گویا ہمارے گھروں میں آرہے ہیں ۔ اس کانفرنس کی اہمیت اس امر سے واضح ہے کہ عیسائی قوم کے رہنما "پوپ" بھی اس میں شمولیت فرمائیں گے۔ جو ہندوستان میں پہلی مرتبہ تشریف لا رہے ہیں۔ جو روحانی لیڈر کے طور پر کام کرنے کی توفیق پائیں ہوں وہ ان نادر موقعوں میں پیشگوئی مع صلوٰۃ کام دیں ... آرہے ہیں دوست کے اخراجات خود برداشت کر ... اللہ تعالیٰ

خطبہ جمعہ

ہماری جماعت کو تمام افراد کو دین سیکھنے اور سکھلانے کی طرف توجہ دینی چاہیئے

نماز روحانیت کا ستون ہے جو ٹھیک طور پر نماز نہیں پڑھتا وہ سچے طور پر مسلمان نہیں کہلا سکتا

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ یکم اپریل ۱۹۴۹ء بمقام مسجد احمدیہ لاہور

تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے آج کچھ اور خطبہ دینا تھا لیکن یہاں آنے کے بعد بعض نوجوانوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر میں نے اپنا موضوع تقریر بدل لیا۔

نماز اسلامی فرائض میں سے ایک نہایت اہم فرض ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ

روحانیت کا ستون نماز ہی ہے

جو شخص ٹھیک طور پر نماز پڑھتا ہے اس کا دل قائم ہو گیا اور جس کا دل قائم ہو گیا اس کی روحانیت بھی قائم ہو گئی اور جس نے ٹھیک طور پر نماز نہیں پڑھی اس کا دل قائم نہیں ہوا اور جس کا دل قائم نہیں ہوا وہ سچے طور پر مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ وہ تھیوسوفیکل سوسائٹی کا ممبر تو ہے۔ وہ ایک مجلس کا رکن تو کہلا سکتا ہے مگر وہ ایک مذہبی آدمی نہیں کہلا سکتا۔ اور نماز پڑھنے اور ٹھیک طور پر پڑھنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے نماز بسا اوقات ایک ایسا انسان بھی پڑھ لیتا ہے جسے مذہب سے کوئی غرض نہیں ہوتی لوگ دہریہ ہوتے ہیں۔ اسلام کے عملی طور پر منکر ہوتے ہیں مگر چونکہ وہ

مسلمانوں کے گھروں میں

پیدا ہوئے ہیں۔ نماز پڑھ لیتے ہیں بلکہ بعض پانچوں وقت نماز پڑھتے ہیں۔ مگر پوچھو تو وہ خدا تعالیٰ کے قائل نہیں ہوتے وہ کہتے ہیں کہ ہم جس سوسائٹی میں رہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کے طریقوں پر عمل کریں ہم انگریزوں میں جاتے ہیں۔ تو کوٹ پتلون پہنتے ہیں۔ چھری کانٹے سے کھانا کھاتے ہیں مگر ہم انگریز نہیں بن جاتے اس لئے کہ جس سوسائٹی میں ہم رہیں ہمارا کام یہی ہے کہ ہم اس کے دستور اور رسم و رواج کو مدنظر رکھیں۔ جس طرح ہم مغربی طریق اختیار کرنے کی وجہ سے یورپین نہیں بن جاتے اسی طرح نماز پڑھ کر ہم مسلمان نہیں بن جاتے ہم مغربی طریق اس لئے اختیار کرتے ہیں تاکہ مغربی لوگوں کی انگلیاں ہماری طرف نہ اٹھیں اور ہم مجلس میں انتشار پیدا کرنے کا موجب نہ بن جائیں۔ اسی طرح ہم مسلمانوں میں آکر نماز پڑھ لیتے ہیں تاکہ مسلمانوں کی انگلیاں ہماری طرف نہ اٹھیں اور ہم مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کا موجب نہ بن جائیں۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے فویل للمصلین یعنی کچھ لوگ نماز تو پڑھتے ہیں۔ مگر ان کی نماز ثواب کا موجب نہیں ہوتی۔ ان کی نماز رضائے الٰہی حاصل کرنے کا موجب نہیں ہوتی۔ ان کی نماز ایک بیکار اور لغو فعل بھی نہیں ہوتی بلکہ ان کی نماز بے کار اور لغو فعل سے آگے بڑھ کر گناہ کا موجب ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کا غضب ان کی طرف کھینچ لاتی ہے۔ پس ایک نماز ایسی بھی ہوتی ہے۔ اور ایک نماز ایسی بھی ہوتی ہے جو محض رسمی ہوتی ہے انسان اس میں سے گزر جاتا ہے جیسے چکنے گھڑے پر سے پانی گزر جاتا ہے۔ اور اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اگر کہیں کمیں کوئی قطرہ نظر بھی آئے تو وہ گھڑے کو حرکت دینے سے فوراً گر جاتا ہے۔ لیکن

حقیقی نماز

وہ ہوتی ہے جس کے ظاہر کو بھی محفوظ رکھا جائے اور جس کے باطن کو بھی محفوظ رکھا جائے یعنی نہ تو جلد جلد پڑھی جائے نہ اس کی عبارت کو نظر انداز کیا جائے اور نہ اس میں غیر ضروری حرکات کی جائیں۔ طبعی حرکات بعض دفعہ غیر ضروری ہو جاتی ہیں مثلاً انسان کا اپنے جسم کو کھجلانا ایک طبعی چیز ہے۔ عام حالات میں ہم اس پر اعتراض نہیں کرتے ہم شدید حالات میں نماز میں کھجلانے پر بھی اعتراض نہیں کر سکتے۔ بعض دفعہ کھجلی شدید ہوتی ہے کہ اس سے نماز خراب ہونے لگتی ہے اور انسان اپنا جسم کھجلانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مگر جن حالات میں نماز کے باہر کھجلانا جائز ہوگا نماز میں انہی حالات میں جسم کا کھجلانا جائز نہیں ہوگا۔ نماز کے باہر معمولی کھجلی دور کرنے کے لئے بھی کھجلانا جائز ہے۔ لیکن نماز میں سوائے ایسی کھجلی کے جو شدید ہو۔ اور جس کا ازالہ اگر نہ کیا جائے تو نماز کی طرف سے توجہ ہٹ جانے کا احتمال ہو۔ عام حالات میں کھجلانا جائز نہیں۔ یہی حال جسم کی دوسری حرکات کا ہے۔ مثلاً میں اس وقت خطبہ کے لئے کھڑا ہوں۔ خطبہ میں ایک ٹانگ پر زور دے کر کھڑا ہونا جائز ہے لیکن نماز میں یہ جائز نہیں نماز میں دونوں لاتوں کو سیدھا رکھنا ضروری ہوگا۔ اگر میں دونوں لاتوں کو سیدھا نہیں رکھ سکتا تو شریعت کہے گی کہ بیٹھ کر نماز پڑھو کیونکہ شریعت یہ نہیں کہتی کہ کھڑے ہو جاؤ تو جس طرح چاہو ٹانگیں رکھ لو بلکہ نماز میں دونوں لاتوں کو سیدھا رکھنا اور ایک دوسرے کے مقابل میں کھڑا رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ سوائے جسمانی بناوٹ کی خرابی کے۔ اسی طرح باتیں کرتے ہوئے یا تقریر کرتے وقت ایک ٹانگ کو پیچھے کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص اپنی ٹانگوں کو اس طرح رکھے تو یہ جائز ہوگا۔ اس سے دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ امت محمدیہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ ہماری روحانیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ لیکن نماز میں ایسا کرنے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ یہ نماز کے خلاف ہے۔ اگر ہم ان قواعد کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو نماز کے لئے مقرر کئے گئے ہیں تو ہمارا فعل ناقص و نامکمل ہو جائے گا۔ غرض

ہر ملکے و ہر رسمے

جس طرح ہر ملک کے ساتھ بعض مخصوص رسوم کا تعلق ہوتا ہے۔ اور ہر فعل کے متعلق بعض قواعد مقرر ہوتے ہیں۔ اسی طرح نماز کے بھی کچھ قواعد ہیں جن کو ملحوظ رکھنا ہر شخص کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

میں نے نماز کی طرف اپنی جماعت کو بارہا توجہ دلائی ہے اور بچے اس بات کے محتاج ہوتے ہیں کہ انہیں بار بار توجہ دلائی جائے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ماں باپ کا کام ہے کہ وہ اپنی اولاد کو ان امور کی طرف توجہ دلاتے رہیں اور بار بار ان کے کانوں میں یہ باتیں ڈالیں۔ اگر وہ سات آٹھ سال کی عمر سے بچوں کو یہ باتیں بتاتے رہیں۔ تو پھر چار سال کے بعد جب وہ دس بارہ سال کے ہوں گے اور شریعت کے اس حکم کی پابندی ان کے لئے ضروری ہو گی۔ وہ اس قابل ہو جائیں گے کہ صحیح طور پر اپنے فرائض کو ادا کریں۔ اور ایسی حرکات نہ کریں جو اسلامی آداب کے خلاف ہوں۔ بہرحال یہ

ماں باپ کا کام

ہے کہ وہ ان باتوں کو بار بار دہراتے اور بار بار اپنی اولاد کے ذہن نشین کرتے رہیں اگر ماں باپ اپنی ذمہ داری سمجھیں تو گھر کی بہت سی لغزشیں خود بخود دور ہوتی چلی جائیں۔ بہت سے فسادات۔ بہت سے جھگڑے بہت سی لغویات اور بہت سی بیہودہ باتیں محض اس لئے پیدا ہوتی ہیں کہ بچوں کو یہ پتہ ہی نہیں ہوتا کہ وہ اپنا وقت کس طرح گزاریں۔ اگر ہر شخص

اپنی اولاد کو نصیحت

کرتا رہے۔ اور وہ یہ خیال رکھے کہ اس بچے کو میں نے نصیحت کرنی ہے۔ ان کی پڑھائی کا خیال رکھنا ہے۔ ان کی دینی تربیت کا خیال رکھنا ہے۔ ان کی صحت اور جسمانی طاقت کا خیال رکھنا ہے۔ ان کے کیریکٹر کا خیال رکھنا ہے۔ اور وہ ان کے مطابق ان کے لئے پروگرام بنا دے۔ اور پھر ان کی نگرانی کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بچے سارا دن کسی نہ کسی شغل میں رہیں گے وہ لڑائی جھگڑا نہیں کر سکیں گے۔ وہ بیہودہ مذاق نہیں کریں گے۔ اور پھر عمر میں جب اپنا وقت ضائع نہیں کریں گے جب ان پر ان ذمہ داریوں کو ادا نہیں کرتے [illegible] ایسے طریق اختیار کر بیٹھے

ہیں جن سے ان کا وقت تو گزر جاتا ہے مگر کئی قسم کی بد عادت ان میں راسخ ہوتی چلی جاتی ہیں پھر بعض لوگوں کا

یہ حالت ہوتی ہے

کہ وہ باہر جلسوں میں اپنا سارا وقت گزار دیتے ہیں اور انہیں گھر کا کچھ پتہ ہی نہیں ہوتا سارا کام اپنی بیویوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اور جہاں بیویاں زور دار ہوں وہاں وہ بھی کہتی ہیں کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ تم کلبوں میں جاؤ اور ہم نہ جائیں۔ اور جب ماں باپ دونوں باہر چلے جاتے ہیں تو بچوں کی تربیت نوکروں کے سپرد ہو جاتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نوکر کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ بچہ ٹھیک رہتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ سارا دن ناچتا کودتا رہتا ہے اور نوکر پر کوئی بوجھ نہیں پڑتا۔ تو وہ خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بہر حال اچھی بات ہے۔ اس لئے مجھ پر کوئی بوجھ نہیں۔ مگر وہ جتنا ان باتوں میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اتنا ہی اخلاق سے گرتا چلا جاتا ہے

غرض اگر ماں باپ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور وہ بچوں کو ان کی عمر کے مطابق نصیحتیں کرتے رہیں۔ تو یہ نصیحتیں انہیں اپنے اوقات کو صحیح طور پر استعمال کرنے اور اعلیٰ تربیت حاصل کرنے میں بہت مدد دے سکتی ہیں۔

درحقیقت ہر

عمر کے ساتھ کچھ مسائل کا تعلق

ہوتا ہے اور ماں باپ کا فرض ہوتا ہے کہ جیسی عمر ویسی نصیحتیں کریں۔ ایک چھوٹا بچہ جس وقت ہوش سنبھالتا ہے اس کے ساتھ بھی کچھ امور کا تعلق ہوتا ہے چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنے نواسہ حضرت حسن رض سے جبکہ وہ اڑھائی تین سال کے تھے فرمایا

کل بیمینک ومما یلیک

اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور تھالی میں سے حصہ کھاؤ جو تمہارے قریب ہے بچے کی عادت ہے کہ وہ بوٹی کے لئے پلیٹ میں کبھی ادھر ہاتھ مارتا ہے کبھی ادھر ہاتھ مارتا ہے۔ رسول کریم صلعم نے انہیں فرمایا کہ جو تمہارے سامنے حصہ ہے اس میں ہاتھ ڈالو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ۔ یہ چیز ہے جو بچپن سے ہی بچے کے کان میں ڈالی جا سکتی ہے۔ اس طرح سال ڈیڑھ سال کی عمر سے ان کو صفائی کی نصیحت کی جا سکتی ہے یا مثلاً لوگوں کا قاعدہ ہوتا ہے۔۔۔ وہ بچوں کو کبھی مٹھائی یا پھل وغیرہ لاکر دیتے ہیں ایسے موقعہ پر بچوں کو سکھانا چاہیے کہ وہ جزاک اللہ کہیں۔ بے شک بچہ اگر جزاک اللہ نہیں کہہ سکے گا تو وہ [illegible] اللہ کہے گا مگر اس کا یہ الفاظ [illegible] بچہ مبارک ہوگا جب [illegible] کے کہ وہ کچھ نہ کہے۔ جس بچہ کو بچپن سے ہی

جزاک اللہ

کہنے کی عادت ڈالی جائے گی۔ اس بچہ کے دل میں قومی احساس ترقی کر جائے گا۔ قومی احساس ہمیشہ شکر گزاری کے جذبہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ آخر ایک انسان اپنی قوم کے لئے کیوں قربانی کرتا ہے اسی لئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ قوم سے مجھے بہت سے فوائد حاصل ہو رہے ہیں۔ اور یہ شکر گزاری کا جذبہ جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی وہ قوم کے لئے قربانی کرنے کا مادہ اپنے اندر رکھے گا۔ اس کے مقابلہ میں جن لوگوں کے اندر شکر گزاری کا مادہ نہیں ہوتا۔ ان کے سامنے قربانی کا ذکر کیا جائے تو وہ کہتے ہیں مجھے کسی نے کیا دیا ہے کہ میں اس کے لئے قربانی کروں۔ حالانکہ شدید سے شدید دشمن بھی

قوم سے فائدہ

اٹھا رہا ہوتا ہے۔ ایک جنگل میں پڑے ہوئے انسان اور ایک شہر میں رہنے والے انسان میں کتنا بڑا فرق ہوتا ہے جنگل میں رہنے والے ہر روز نئے سے نئے حادثات کا شکار رہتے ہیں۔ کہیں سانپ بچھوؤں کا خوف ہوتا ہے۔ کہیں شیر اور چیتے کا ڈر ہوتا ہے کہیں ڈاکوؤں اور لٹیروں کا خوف ہوتا ہے کہیں خیال آتا ہے کہ ہماری چیزوں کی حفاظت کی کیا صورت ہوگی۔ کبھی اپنی جان کا ڈر ہوتا ہے۔ کبھی خیال ہوتا ہے کہ گیدڑ آجائیں گے۔ اور چیزیں کھا جائیں گے غرض کئی قسم کے خطرات ہر وقت سامنے رہتے ہیں۔ لیکن گاؤں اور شہر میں ان چیزوں میں سے کسی کا بھی احساس نہیں ہوتا کیونکہ ارد گرد ہمسائے ہوتے ہیں۔ گاؤں اور شہر آباد ہوتا ہے اور انسان سمجھتا ہے کہ یہاں کسی حملے کا ڈر نہیں۔ گویا وہ قوم کی وجہ سے

سانپ اور بچھوؤں سے نجات پاتا ہے

وہ قوم کی وجہ سے شیروں اور چیتوں سے نجات پاتا ہے۔ وہ قوم کی وجہ سے گیدڑوں اور لومڑوں سے نجات پاتا ہے۔ وہ قوم کی وجہ سے ڈاکوؤں اور راہزنوں سے نجات پاتا ہے۔ وہ قوم کی وجہ سے مزدوری کرنے کے قابل ہوتا ہے تعلیم کا انتظام ہوتا ہے۔ تجارت کر سکتا ہے۔ اسی طرح وہ

قوم کی وجہ سے

اور کئی قسم کی ضرورتوں سے بچا ہوتا ہے جن میں وہ مبتلا ہو سکتا تھا۔ اگر وہ اکیلا جنگل میں ہوتا۔ مگر اس کے باوجود وہ اپنی حماقت سے کہہ دیتا ہے کہ مجھے کسی نے کیا دیا۔ وہ اگر زمیندار ہے اور کھیت میں ہل چلاتا ہے۔ تو اس کا ہل جب خراب ہوتا ہے۔ وہ اسے لوہار کے پاس لے جاتا ہے اور کہتا ہے اسے ٹھیک کر دیا جائے۔ وہ کبھی بڑھئی کو لاتا ہے اور کہتا ہے کہ چارپائی کی پوئیں درست کر دے۔ اور وہ پوئیں درست کر دیتا ہے۔ اگر قوم نہ ہوتی تو لوہار کیوں بیٹھتا نرکھان کیوں بیٹھتا۔ آخر اس اکیلے انسان کی خاطر وہ نہیں بیٹھا وہ اس لئے بیٹھا ہے کہ قوم بیٹھی ہے۔ اگر قوم نہ ہوتی تو نہ اسے لوہار ملتا نہ بڑھئی ملتا نہ کوئی اور پیشہ ور ملتا۔ بے شک پیسے اس نے دیئے ہیں مگر بڑھئی لائی قوم ہے ورنہ اس اکیلے شخص کے لئے نہ کوئی لوہار آتا نہ نجار نہ کوئی اور پیشہ ور آتا۔ غرض بے جانتے بوجھے ایک وحشی انسان بھی اپنی قوم سے فائدہ اٹھا رہا ہوتا ہے۔ پھر ملک میں ڈاکے پڑتے ہیں فساد ہوتے ہیں لڑائیاں ہوتی ہیں تو قوم کی وجہ سے اس کی بھی حفاظت ہوتی ہے۔ بغیر اس کے کہ اس کے وجود کو مدنظر رکھا جائے۔ غرض قوم کی خدمت اور اس کے لئے قربانی کرنے کا احساس ہمیشہ احسان مندی کے جذبہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور احسان مندی کا جذبہ اگر بچپن سے ہی ابھارا نہ جائے تو کمزور ہو جاتا ہے۔ اور جب یہ جذبہ کمزور ہو جائے۔ تو

قومی خدمت کا احساس

بھی پیدا نہیں ہوتا۔

غرض بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ جو بچوں کو بچپن میں ہی سکھانی چاہئیں اور دنیا کی قومیں اپنے بچوں کو سکھاتی ہیں۔ یہ مرض پنجاب میں ہی پایا جاتا ہے کہ ان باتوں کو لغو اور فضول سمجھا جاتا ہے۔ ورنہ ہندوستان میں ہی یہ چلے جاؤ۔ یو۔ پی کے علاقہ میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی کوئی چیز دو تو وہ فوراً کہیں گے۔ آداب عرض۔ شکریہ۔ کیونکہ ماں باپ نے انہیں یہ عادت ڈالی ہوئی ہوتی ہے۔ لیکن پنجاب میں میں نے دیکھا ہے ایسی باتیں بچوں کو سکھائی ہی نہیں جاتیں۔ [illegible] آداب عرض کہہ دیتے ہیں یا [illegible] کہہ دیتے ہیں [illegible] اسلام نے اس غرض سے سے جزاک اللہ کا لفظ رکھا ہے۔ ہم ان الفاظ کی بجائے جزاک اللہ کا لفظ سکھا دیں گے۔ بہر حال

چھوٹے چھوٹے آداب

بچپن سے ہی بچوں کو سکھانے چاہئیں تاکہ بڑے ہو کر یہ آداب ان کی طبیعت ثانیہ بن جائیں۔ اسی طرح بچہ سکول جانے لگے تو اسے سکھانا چاہیے کہ استاد کا ادب اور احترام کرنا ضروری ہے استاد کی خدمت کرنا ضروری ہے۔ استاد کی فرمانبرداری کرنا ضروری ہے۔ ہمارے ہاں اس کی کمی کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ استاد کا ادب اور اس کا احترام کرنا بچوں کو سکھایا ہی نہیں جاتا جس طرح ریل میں لوگ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ ڈبہ بھرا ہوتا ہے اندر مزید آدمیوں کے آنے کی گنجائش نہیں ہوتی تو لوگ پھر بھی اندر داخل ہونے کی کوشش کرتے ہوئے دوسروں کو دھکے دیتے اور کہتے ہیں "تساں پیسے دے ہوئے ہن اسیں پیسے نہیں دتے" اسی طرح

اساتذہ کا ادب

کرنے کی اگر انہیں نصیحت کی جائے۔ تو وہ کہتے ہیں "اسیں فیس نہیں دیندے؟ اوہ انسپکٹر کس گل دا ہے" حالانکہ فیس اور علم کی آپس میں اتنی بھی تو نسبت نہیں جتنی زمین اور آسمان کی ہے۔ مگر جب ماں باپ بچوں کے کان میں یہ بات ڈالتے رہیں کہ استاد ہمارا نوکر ہے تو استاد کا ادب احترام بچوں کے دلوں میں کہاں پیدا ہو سکتا ہے۔ پھر بچہ نماز کو جانے لگے تو ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اسے امام کا ادب کرنا سکھائیں۔ مگر یہ بات بھی نہیں سکھائی جاتی ہمارے ملک میں

ایک واقعہ

مشہور ہے نامعلوم وہ سچ ہے یا جھوٹ مگر اس میں شبہ نہیں کہ پنجاب کے مولویوں کی تنگ کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کوئی لڑکا ایک دن ملاں جی کے پاس کھیر لے کر آیا اور کہنے لگا میری اماں نے یہ کھیر آپ کے لئے بھجوائی ہے۔ اس نے کہا تمہاری والدہ نے آج تک تو کبھی کچھ نہیں بھجوائی تھی آج اسے یہ کیا خیال آگیا کہ اس نے کھیر بھجوا دی۔ لڑکا کہنے لگا کہ اماں نے کھیر پکائی تو کتا منہ ڈال گیا اس پر اماں نے مجھے کہا کہ جاؤ اور ملاں جی کو یہ کھیر دے آؤ۔ یہ سن کر اسے سخت غصہ آیا اور اس نے تھالی اٹھا کر زمین پر دے ماری۔ تھالی مٹی کی تھی زمین پر گرتے ہی ٹوٹ گئی۔ اس پر لڑکا رونے لگ گیا ملاں نے کہا تو روتا کیوں ہے۔ آخر یہ کتے کا جوٹھا تھا۔ اور بہر حال اس کو پھینکنا ہی تھا۔ اس نے کہا رونا اس لئے ہوں کہ اس برتن میں اماں چھوٹے بچے کو ٹٹی کرایا کرتی تھی۔ اب یہ گیا تو ناراض ہوگی کہ تھالی کیوں نہیں لایا۔ یہ لوگوں کا اپنے امام سے سلوک ہوتا ہے وہ یہ نہیں جانتے کہ سب سے زیادہ معزز شخص یہ شخص ہو رہا ہے اور ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اس کا احترام کریں لیکن جو جانتے ہیں کہ اس کا معاملہ خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے اور وہ دین کی خدمت کر رہا ہے۔ اگر

اس کا ادب نہیں کرتے تو انہیں ... کے پیچھے نماز پڑھنے میں لذّت کہاں مل سکتی ہے۔ پھر

ستاروں کی بیاہ کا زمانہ

آتا ہے۔ اس وقت بچوں کو یہ سکھانا چاہیئے کہ بیوی سے کیسا سلوک کیا جاتے اس کی دلجوئی کا کس طرح سے خیال رکھا جائے ان کے ساتھ نرمی اور محبت کو کس کس رنگ میں سلوک کیا جاتے۔ مگر ہمارے ہاں اوّل تو ان باتوں کو سکھاتیں گے ہی نہیں اور اگر ماں بڑا پیار کرے گی تو کہے گی کہ میں نے اپنے بچے کو بڑے نازوں سے پالا ہوا ہے۔ اب پتہ نہیں وہ ڈائن آکر کیا معاملہ کرتی ہے۔ پھر اور زیادہ پیار آتا ہے تو ماں باپ کہتے ہیں دیکھو بیٹا

گربہ کشتن روزِ اوّل

بیویاں جو توں۔ یہ سیدھی رستی ہیں۔ اگر پہلے دن ہی تم نے رُعب نہ ڈالا تو کام خراب ہو جائے گا۔ یہ تربیت ہے جو ماں باپ اپنے بچوں کی کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی کا آدا خراب ہو جاتا ہے۔ بیویاں بھی خراب ہو جاتی ہیں۔ بچے بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ محلے بھی خراب ہو جاتے ہیں شہر بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ ملک بھی خراب ہو جاتے ہیں پس تربیت کی طرف توجہ رکھنا ایک نہایت ہی ضروری چیز ہے۔ ہر گھر میں اولاد کی صحیح تربیت کرنا ماں باپ کے فرائض میں داخل ہے۔ جب وہ اپنے بچوں کی صحیح اور اعلیٰ تربیت کریں گے تو لازماً ایک ایسی نسل پیدا ہو گی جو اپنے بوجھوں کو آپ اُٹھا سکے گی جو دوسری معزز قوموں کے سامنے اپنی گردن اُٹھا کر بات کر سکے گی ان کی آنکھوں میں آنکھیں ملا کر بات کر سکے گی۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بچپن سے ہی

اولاد کی تربیت

کا سبق دے کر صحابہؓ کو ایک ایسے رستہ پر چلا دیا تھا کہ وہ قوم جو ظاہری علوم سے بالکل نابلد تھی ایک نسل میں ہی دنیا کی معلم بن گئی۔ اس لئے ان کی اولادیں درست ہو گئیں اور اسی وجہ سے ملکوں کے ملک ان کے آگے جھکنے پر مجبور ہو گئے۔ یا تو وہ زمانہ تھا کہ جب رسول کریم صلعم نے دعوے کیا اس وقت سارے مکہ میں سات اور بعض روایتوں کے مطابق گیارہ پڑھے ہوئے آدمی تھے اور یا آپؐ کی زندگی میں ہی وہ زمانہ آیا کہ صحابہؓ قریباً سب کے سب تعلیم یافتہ تھے اور اگلی نسل کا یہ حال تھا کہ کتابوں میں پڑھ کر حیرت آتی ہے ایک شخص جوتیاں گانٹھ رہا ہے مگر ساتھ ہی ادب پر مقالہ لکھ رہا ہے۔ ایک ماہی گیر

گر مچھلیاں پکڑ رہا ہے اور ساتھ ہی پرانے شعراء کے کلام پر جرح بھی کر رہا ہے۔ جن پیشوں کو آج ذلیل سمجھا جاتا ہے انہی پیشوں سے وہ اپنی روزی کا بھی سامان پیدا کرتے تھے اور بڑے بڑے علوم بھی حاصل کرتے جاتے تھے۔ اور جب ان پیشوں میں دن رات بسر کرنے والے اتنے بڑے عالم تھے تو جو لوگ علم کے لئے بالکل فارغ تھے ان کے علم کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں رہتا۔ اب تو بڑے سے بڑے اہل کی خدمت بھی بعض دفعہ عار سمجھی جاتی ہے۔ لیکن ان لوگوں کے ادب اور حصولِ علم کی خواہش کا یہ حال تھا کہ

ایک عباسی خلیفہ

نے اپنے دو بچوں کو ایک عالم کے پاس پڑھنے کے لئے بٹھایا۔ ایک دن خلیفہ مسجد میں نماز کے لئے گئے تو ان بچوں کے استاد بھی اندر سے آ گئے اور انہوں نے مسجد میں داخل ہونے پر اپنی جوتیاں اُتار دیں۔ اس پر دونوں شہزادے اٹھے اور ماترل جو خود بھی بڑے پایہ کے تھے آگے بڑھے اور آپس میں جھگڑنے لگے ایک کہتا تھا میں جوتیاں اٹھاؤں گا اور دوسرا کہتا تھا میں جوتیاں اٹھاؤں گا۔ بادشاہ نے یہ نظارہ دیکھا تو اس نے اپنے بچوں کو پیار کیا اور کہا کہ جس اخلاص کے ساتھ تم نے اپنے استاد کی جوتیوں کا خیال رکھا ہے اس سے میں سمجھتا ہوں کہ تم ضرور علم حاصل کرو گے۔ غرض علم کی قیمت کا احساس اور علم سکھانے والے کی عظمت کا احساس جب کسی انسان کے دل میں پیدا ہو جائے تو اس کے نتیجہ میں صرف تربیت کے لحاظ سے ہی اسے فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا علم بھی ترقی کرتا ہے۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ جس جنس کی قیمت زیادہ ہو گی لوگ اس کے پیچھے دوڑیں گے۔ جب علم کی قیمت زیادہ پڑے گی تو لوگ اس کو حاصل کرنے کے لئے جدوجہد بھی زیادہ کریں گے۔ اور اس طرح نہ صرف ان کے علم کا معیار ترقی کرے گا بلکہ ان کے عمل میں بھی نمایاں ترقی پیدا ہو جائے گا۔

پس

دین سکھانے کی طرف

ہماری جماعت کے تمام افراد کو پوری توجہ کرنی چاہیئے۔ ماں باپ کو بھی اساتذہ کو بھی آئمہ کو بھی ہمسایوں کو بھی بلکہ ہر شخص جو اپنے اندر دین کا کچھ بھی احساس رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو اسلامی رنگ میں رنگین کرے اور اپنے ہمسایوں کے بچوں کا بھی خیال رکھے۔ جب بھی موقعہ ملے بچوں کو بتانا چاہیئے کہ نماز یوں پڑھنی

چاہیئے۔ روزہ اس طرح رکھنا چاہیئے۔ زکوٰۃ کے متعلق اسلام کے یہ احکام ہیں حج اس طرح کیا جاتا ہے اسی طرح کھانا کھانے کے آداب بتانے چاہئیں۔ انہیں نصیحت کرنی چاہیئے کہ کھانا کھانے لگو تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہو۔ کھانا ختم کرو تو الحمد للہ کہو۔ سونے لگو تو یہ دعائیں پڑھ کر سوؤ۔ اُٹھو تو یہ دعا پڑھو کسی سے ملاقات کرو تو اس طرح کرو۔ کوئی تحفہ دے یا تمہارا کام کر دے تو جزاك الله کہو یہ ساری چیزیں بچوں کے ذہن نشین کرانی چاہئیں اور بار بار انہیں اس طرف توجہ دلاتے رہنا چاہیئے۔ اس کے نتیجہ میں آہستہ آہستہ ایک ایسا قومی کیریکٹر پیدا ہو جائے گا کہ احمدی بچوں اور دوسرے بچوں میں آپ ہی آپ فرق محسوس ہونے لگے گا اور لوگ ہمارے بچوں کو دیکھتے ہی پہچان لیں گے کہ یہ احمدی بچے ہیں

ایک چھوٹی سی بات

ہے دیکھو لو ابھی ایسے کئی احمدی ہیں جو داڑھی نہیں رکھتے۔ لیکن بہرحال دوسروں کی نسبت ہماری جماعت کے لوگ زیادہ اہتمام سے داڑھیاں رکھتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ صرف داڑھی کی وجہ سے ہی اکثر لوگ احمدیوں کو پہچان لیتے ہیں اسی طرح جب ہمارے بچے اور نوجوان دوسروں کی چھوٹی چھوٹی خدمت پر جزاك الله کہیں گے بڑوں کا ادب اور احترام کریں گے۔ خدا تعالیٰ کا ذکر ان کی زبانوں پر جاری رہے گا۔ نماز کی پابندی کریں گے۔ صحیح طور پر خشوع و خضوع کی عادت اختیار کریں گے تو یہ ساری چیزیں مل کر ایک ایسا اشتہار بن جائیں گی جس سے وہ فوراً پہچانے جا سکیں گے۔ اب تو لوگ صرف داڑھی دیکھ کر پوچھتے ہیں کہ کیا آپ احمدی ہیں مگر پھر ان آداب اور اسلامی شعائر کو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ شخص ضرور احمدی ہے۔ گویا یہ جو دفعہ ... لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا ہے کہ شاید کسی اور نے ہی داڑھی رکھ لی ہو اور یہ احمدی نہ ہو دور ہو جائے گا۔ مگر یہ کیریکٹر قوم کی درستی سے پیدا ہوتا

ہے۔ کسی فرد کی درستی سے پیدا نہیں ہوتا مجھے یاد ہے کہ ایک چیف کورٹ کے

چیف جسٹس صاحب

نے مجھے ایک دفعہ سنایا کہ میں ایک دفعہ دورہ پر گیا تو ایک سب جج صاحب جنہوں نے داڑھی رکھی ہوئی تھی مجھے ملے میں نے انہیں دیکھتے ہی کہا اچھا آپ احمدی ہیں۔ وہ فوراً سمجھ گیا اور کہنے لگا کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ سوائے احمدیوں کے اور کوئی داڑھی نہیں رکھتا میں نے کہا مجھے تو انہیں لوگوں کی داڑھیاں نظر آتی ہیں جو احمدی ہیں۔ اس وقت وہاں ایک ایسے شخص بھی بیٹھے تھے جن کی داڑھی نہیں تھی یا بہت چھوٹی تھی اور جو ہماری جماعت سے نہیں بلکہ غیر مبائعین سے تعلق رکھتے تھے انہیں دیکھ کر کہنے لگے کہ آپ کو بھی باقی احمدیوں کی طرح داڑھی بڑھانا چاہیئے یا داڑھی رکھ لینی چاہیئے۔ اب دیکھو

داڑھی رکھنا

بظاہر کتنی چھوٹی سی بات ہے مگر صرف اسی وجہ سے اکثر احمدی پہچانے جاتے ہیں اگر باقی باتیں بھی مل جائیں تو کس طرح یہ ایک سائن بورڈ ہو گا یہ بتانے کے لئے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو روشناس کرانے کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں صرف ان کو دیکھنا ہی پہچان لینا ہے۔ اور اس سے بڑی شان کسی قوم کی اور کیا ہو سکتی ہے کہ لوگ ہم کے افراد کو دیکھ کر انکے لباس کو دیکھ کر ان کی ظاہری شکل و صورت کو دیکھ کر ان کے اخلاق اور آداب کو دیکھ کر ان کے بلند کیریکٹر کو دیکھ کر فوراً پہچان لیں کہ یہ لوگ فلاں جماعت سے تعلق رکھتے ہیں

بابرکت ہوں گے وہ نوجوان

جو اپنے عمل سے اس قسم کے سائن بورڈ کا کام دینگے اور

خوش قسمت ہو گی وہ جماعت

جس کے افراد کو روشناس کرانے کیلئے کسی اور چیز کی ضرورت نہ ہو بلکہ ان کو دیکھنا ہی ان کو پہچان لینا ہو۔

سائیکل سوار احمدی سیّاح

مکرم قریشی محمد حنیف صاحب قمر جو برصغیر ہند و پاکستان کے کثیر حصہ میں سائیکل پر سیاحت کر چکے ہیں آپکے تازہ مکتوب سے (جو ان کے برادر مکرم قریشی فضل حق صاحب درویش قادیان کے نام موصول ہوا) سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ۹ اکتوبر کو خانیوال ضلع ملتان (پاکستان) سے اپنے مخصوص سائیکل پر روانہ ہو کر براستہ کبیروالہ ملتان لودھراں دنیا پور بہاولپور اور خانقاہ شریف سے ہوتے ہوئے ۱۵۰ میل کا طویل سفر طے کر کے مورخہ ۱۱ نومبر کو بمقام احمد پور شرقیہ (بہاولپور) بخیریت بہاولپور پہنچ گئے ۱۱ ... مکرم چوہدری رحمت اللہ صاحب چوہدری نذیر احمد صاحب کمیشن ایجنٹس احمدیاں کے ہاں چند روزہ قیام فرمانے کے بعد عازم کراچی ہو چکے ہیں اب ۲۰۰ میل بقیہ سفر کے بخیر و خوبی طے پانے اور رستے میں پیغام حق احسن طور پر پہنچانے کی توفیق ملنے کیلئے احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں احباب نوٹ فرمائیں۔ کراچی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت

(از)

صحت کے لئے دُعا کی تحریک

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے ربوہ میں مجلس انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر مورخہ ۱۰ نومبر کے دوسرے اجلاس میں جو تقریر فرمائی تھی اس کا مکمل متن الفضل میں شائع ہوا جسے افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے: (ادارہ)

گزشتہ سال جلسہ سالانہ کے ایام میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے کو منہ پر انفلوائنزا کا حملہ ہوا جس کے باعث حضور کا ضعف بہت بڑھ گیا۔ اور ۱۹۶۴ء کے شروع کے مہینوں میں اکثر ضعف کی شکایت رہی۔ نیز انفلوائنزا کے حملے بھی بار بار ہوتے رہے۔ ماہ مارچ میں لاہور کے ماہر امراض قلب ڈاکٹر عبد الرؤف یوسف صاحب کو بلوایا گیا۔ جنہوں نے حضور کا الیکٹرو کارڈیو گرام بھی لیا اور یہ تسلی دلائی کہ حضور کے دل کی حالت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل درست ہے مگر ضعف کی کیفیت ماہ جون کے آخر تک جاری رہی جو ہمارے لئے بہت باعث تشویش تھی چنانچہ جون کے آخر میں لاہور کے دو مشہور ڈاکٹر اور کراچی کے مشہور ڈاکٹر ذکی حسن صاحب کو بلوایا گیا۔ جنہوں نے حضور کا معائنہ کر کے چند ایک دوائیں اور ٹیکے وغیرہ بھی تجویز کئے۔ یہ علاج تقریباً ایک ماہ تک جاری رکھا گیا اور ماہ جولائی کے آخر میں حضور کی ضعف کی کیفیت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے افاقہ ہونا شروع ہوا۔

اسی اثناء میں ایک دوست نے سوئٹزرلینڈ سے دو نئی دوائیوں کے متعلق لکھا۔ جو حضور کی مرض کے لئے مفید سمجھی جاتی ہیں چنانچہ اس بارہ میں مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ مبلغ سوئٹزرلینڈ اور مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب مبلغ جرمنی کو لکھا گیا کہ وہ وہاں کے ماہرین سے مشورہ کر کے اس بارہ میں لکھیں اور یہ دوائیں بھی بھجوا دیں۔ ان ہر دو مبلغین نے فوری طور پر چوٹی کے ڈاکٹروں سے مشورہ کر کے دوائیں بھجوا دیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء اور ان کا استعمال شروع کر دیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان دواؤں کا بھی حضور پر بہتر اثر ہوا۔ اور جب اگست میں ڈاکٹر ذکی حسن صاحب کراچی سے حضور کو دیکھنے آئے تو ان کی رائے تھی کہ حضور کو پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ ماہ اگست میں ایک اور دوائی کے متعلق ایک رسالہ کے ذریعے علم ہوا۔ جو حضور کی بیماری والے مریضوں پر کافی کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ اور یہ دوائی رومانیہ میں ایک بہت بڑے ہسپتال میں ایسے مریضوں پر استعمال ہو رہی ہے چنانچہ اس دوائی کے لئے بھی مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ کو سوئٹزرلینڈ لکھا گیا۔ اور دوائی منگوائی گئی۔ اس دوائی کا پہلا کورس گولیوں کی شکل میں دیا گیا۔ اور اس کے بعد ٹیکوں کا ایک کورس ماہ اکتوبر میں دیا گیا۔ اور اب دوسرا کورس ٹیکوں کا شروع ہے۔ اس دوا کے استعمال کے دوران میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کی طبیعت بتدریج بہتر ہو رہی ہے۔ اور ڈاکٹر ذکی حسن صاحب جو ستمبر کے آخر یا ۷ نومبر کو حضور کو دیکھنے کراچی سے تشریف لائے۔ ان کی رپورٹ یہ ہے کہ حضور کی اعصابی تکلیف میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کمی ہے اور طبیعت بہتر ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

جونئی دوائی حضور ایدہ اللہ کو دی جا رہی ہے۔ اس کے متعلق خاکسار نے اس دوائی کے موجد ڈاکٹر اینا آسلان (Ana Aslan) کو رومانیہ خط لکھا اور حضور کی بیماری کی تفصیل لکھ کر ان کی رائے طلب کی۔ ابھی حال ہی میں ان کا جواب آیا ہے کہ حضور کی مرض والے سینکڑوں مریضوں کو یہ دوا ان کے انسٹی ٹیوٹ میں استعمال کرائی گئی ہے۔ اور یہ بہت کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ لیکن اس مرض میں اس کی دوا کا صحیح اثر مسلسل سات آٹھ ماہ کے استعمال کے بعد ہوتا ہے

حضور کی صحت کی اس مختصر سی رپورٹ کے بعد خاکسار یہ عرض کرتا ہے کہ یہ تو ہیں ظاہری سامانی تدبیریں جیسا بھی ممکن دنیوی کوشش کے ساتھ اختیار کی گئی ہیں۔ لیکن اصل چیز جس پر ہمارا سہارا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اس کی نصرت اور اس کی تائید ہے۔ اور ان کو حاصل کرنے کے لئے ہمارا واحد ذریعہ دعا ہے

دعا ہی وہ حربہ ہے کہ اگر عجز انکسار اور تذلل سے التزام کے ساتھ کی جائے تو اللہ تعالیٰ تقدیریں بھی بدل دیتا ہے اور حضور کی یہ لمبی بیماری جو یقیناً جماعت کے لئے ایک نہایت کڑا امتحان ہے اس امر کا متقاضی ہے کہ ہم سب ایک ہو کر جیسا کہ لڑائی میں باپ دادے ہوئے مولی ہوتے ہیں۔ اور بنیان مرصوص بن کر نہایت تذلل اور عاجزی اختیار کرتے ہوئے اپنے قادر مطلق اور خالق مطلق خالق کے حضور دعاؤں میں لگے رہیں۔ اور اس میں اس قدر شدت اور گریہ و زاری اختیار کریں کہ رب العرش کا عرش ہل جائے۔ اور وہ قادر خدا ہماری دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے وہ مبارک دن لے آئے کہ جب ہم اپنے پیارے امام کو پھر صحت کے ساتھ جماعت کی قیادت کرتے ہوئے دیکھ لیں۔ اور حضور کی قیادت میں اسلام کی فتح کی مبارک ترین گھڑی بھی ہماری زندگیوں میں ہمیں نصیب ہو جائے۔ آمین ثم آمین

حضور کی مسلسل لمبی بیماری کے نتیجہ میں جماعت کے بعض کمزور ایمان والوں میں کچھ مایوسی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح جماعت کے اس نازک دور میں شیطان نے بھی کچھ سر اٹھانا شروع کیا ہے۔ اور کمزور ایمان والوں کے دلوں میں نفاق کا بیج بونا شروع کیا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگ جماعت میں تفرقہ کی باتیں کرنے لگے ہیں۔ اور خلیفہ وقت کے قریبی، مختلف مرکزی اور جماعتی نظاموں اور حضور کے مقرر کردہ افسران کے متعلق بے بنیاد اور نیاسی باتیں کر کے جماعت کی شیرازہ بندی کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ پس اسے مسیح محمدی کی جماعت کے مخلص احباب یہ وقت نہایت چوکس اور بیدار رہنے کا ہے تا ایسا نہ ہو کہ ہماری ذرا سی غفلت سے شیطان اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے اور جماعت کی شیرازہ بندی کو کوئی زک پہنچائے۔ اور اس طرح ہماری وہ دعائیں جو ہم اپنے امام کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے کرتے ہیں وہ بے اثر رہ جائیں۔ کیونکہ جب تک ہم ایک ہو کر اور انکسار کے ساتھ دعاؤں میں لگے نہیں رہیں گے اور جب تک ہم اپنے دلوں کے اندر پاک تبدیلی پیدا نہیں کریں گے۔ جب تک ہم صحیح رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم نہیں کریں گے جب تک ہم اپنے بھائیوں کی خطاؤں اور غلطیوں کو معاف نہیں کریں گے اور ان کی ستاری نہیں کریں گے جب تک ہم نظام خلافت اور اس کے مقرر کردہ ذیلی تنظیموں کے ساتھ پورے اخلاص اور اطاعت کا نمونہ نہیں دکھائیں گے۔ جب تک ہم ہر طرح غیبت اور تجسس سے بکلی اجتناب نہیں کریں گے۔ جب تک ہم حسد کینہ اور بغض کو دل سے نکال نہیں دیں گے اس وقت تک ہماری دعائیں بالکل بے اثر رہیں گی۔ اور ہرگز ہرگز قبولیت کا شرف حاصل نہ کر سکیں گی

پس اے میرے بزرگو اور میرے بھائیو آؤ کہ ہم سب مل کر اپنے نفوس اور دلوں کو ٹٹولیں کہ کیا ہمارے اندر کسی سوراخ سے شیطان تو نہیں گھس آیا اور گھن کی طرح ہمارے ایمان کو کھا تو نہیں رہا جس کے نتیجہ میں ہماری دعائیں قبول نہیں ہو رہیں۔ پس یہ وقت نہایت نازک ہے۔ اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری تضرعات کو قبول فرمائے اور ہمارے پیارے امام کو کامل و عاجل شفا عطا فرمائے۔ تو ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔ جو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہم سے چاہتے ہیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے اور پھر ہم سب مل کر نہایت گریہ و زاری سے انفرادی اور اجتماعی دعائیں کریں۔ اور ہر وقت التزام کے ساتھ دعاؤں میں لگے رہیں کہ ہمارا قادر و شافی خدا اپنے خاص دست قدرت و دست شفا سے ہمارے پیارے امام کو کامل شفا عطا فرمائے اور فعال زندگی اور بہت لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین۔

جیسا کہ خاکسار نے عرض کیا ہے حضور کے علاج کے سلسلہ میں جو کوشش ممکن ہے ہو رہی ہے۔ کیونکہ تدبیر مکمل کرنے کا حکم بھی ہمارے رب کا ہے مگر تدبیر بعض اوقات کارگر نہیں ہوتا اس کا اصل بھروسہ دعا پر ہوتا ہے۔ پس میں حضرت امیرالمومنین کے ایک رؤیا کے ساتھ اس دعا کی تحریک کو ختم کرتا ہوں۔ حضور اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:۔

"میں یورپ میں تھا تو زیورچ

یں میں نے خواب دیکھا کہ ایک اونچی سی جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہماری ساری جماعت کھڑی ہے اور اس سے رو رو کر دعائیں کر رہی ہے اور میری طرف اشارہ کر کے کہتی ہے کہ ...... خدایا! اس شخص نے تجھے ہمارے اتنا قریب کر دیا تھا کہ ہم یوں محسوس کرتے تھے کہ تو آسمان سے اتر کر ہمارے پاس آگیا ہے۔ پھر یہ شخص ہمیں قرآن کریم سناتا اور اس طرح سناتا کہ ہمیں یوں محسوس ہوتا کہ جس طرح یہ وحی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ آج ہمارے سامنے نازل ہو رہی ہے۔ پھر یہ شخص ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتیں سناتا اور ہمیں یوں معلوم ہوتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اپنی زبان سے ہمیں وہ باتیں سنا رہے ہیں۔ لیکن اے خدا ہمارے تعلقات ابھی تیرے ساتھ پختہ نہیں ہوئے۔ اگر یہ شخص مر گیا تو ہم بالکل بے سہارا ہو کر رہ جائیں گے اور ہمارا براہ راست تجھ سے تعلق پیدا نہیں ہوگا اس لئے اے خدا ابھی ضرورت ہے کہ اس شخص کو دنیا میں زندہ رکھا جائے تا ہم بھی تیرے ساتھ وابستہ رکھے اور تیری باتیں ہمیں سناتا رہے اور ہمیں یوں معلوم ہو کہ وہ باتیں تو خود ہمیں سنا رہا ہے۔ چونکہ مجھے رؤیا میں بتایا گیا ہے کہ میری صحت کا دارومدار دوستوں کی دعاؤں پر ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ دواؤں سے نہیں بلکہ دعاؤں سے تعلق رکھتا ہے۔ پس میں جماعت کے دوستوں کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ میری صحت کے لئے دعا کریں۔ پس تم اس نکتہ پر غور کرو جو میں نے بیان کیا ہے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرو۔" (الفضل ۵ر اگست ۱۹۵۹ء)

پس اے دوستو آؤ کہ ہم سب مل کر اس وقت بھی اور اس کے بعد بھی ہر وقت حضور کی رؤیا والے الفاظ میں اپنے رب کے حضور عاجزی کے ساتھ دعائیں کریں اور کرتے چلے جائیں تا ہمارا آسمانی آقا ہماری گریہ وزاری کو دیکھ کر ہماری دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرما دے اور ہمارے محبوب ہمارے پیارے روحانی باپ کو جو نے اپنی زندگی کا ہر سانس اللہ تعالیٰ .... کی توحید قائم کرنے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور مقام ظاہر کرنے قرآن کریم کی تفسیر بیان کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحیح اسلامی تعلیم دلوں میں راسخ کرنے میں گزارا جلد از جلد کامل شفا عطا فرما دے اور بہت لمبی فعال زندگی عطا فرما دے

آمین یا رب العالمین آمین

ماہنامہ "تجلی" (دیوبند) کے مضمون پر ایک نظر!

(از مکرم مولوی محمد عمر صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد)

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت خدا تعالیٰ کی سنت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق تھی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو الہاماً ارشاد فرمایا تھا کہ آپ کی آمد کا منشاء یحیی الدین و یقیم الشریعۃ یعنی دین اسلام کو از سر نو زندہ کرنا اور شریعت محمدیہ کو دوبارہ قائم کرنا ہے۔ اس سے ہٹ کر نہ آپ کسی جدید مذہب یا شریعت کے بانی تھے اور نہ ہی اسلام سے ہٹ کر کسی نئی جماعت کی آپ نے بنیاد ڈالی تھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھوں سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کے شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی حکم کی تبدیلی یا تغییر کر سکتا ہو۔"

(ازالہ اوہام حصہ اول ص۱۳۷)

اسی طرح آپ اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ:-

"ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں .... اور آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے۔ اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔"

(ایام الصلح ص۸۶-۸۷)

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ان واضح اور صریح بیانات کے باوجود ہمارے مخالفین آپ پر اور آپ کی جماعت پر آئے دن طرح طرح کے جھوٹے اور غلط الزامات اور بہتان عائد کرتے نہیں تھکتے۔ اس کی تازہ مثال دیوبند سے نکلنے والے ماہنامہ تجلی کے شمارہ ۱۰ ماہ اکتوبر ۱۹۶۸ء میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اس رسالہ کے مدیر عامر عثمانی (فاضل دیوبند) نے بزیر عنوان قادیانیت کی جھلکیاں کے ذریعہ بانی سلسلہ احمدیہ پر مختلف انواع ...... گند اچھالنے کی کوشش کی ہے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ عرض کرنا ہے کہ ہماری جماعت کا نام قادیانیت ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ یہ نام ہمارے مخالفین محض ہماری دل آزاری کی خاطر تنابز بالالقاب کے طور پر استعمال کرتے رہتے ہیں۔ عامر عثمانی صاحب کے اس مضمون کے جواب میں ہم بھی اپنے مضمون کی سرخی "نجدیت کی پھبتیاں" یا "وہابیت کی کارستانیاں" بھی رکھ سکتے تھا۔ لیکن چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں اسلامی اخلاق کا پابند بنایا ہے۔ اس لئے ہم لوگ ایسی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی اس جماعت کا نام جماعت احمدیہ رکھا ہے۔ اور اس کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

"وہ نام جو اس سلسلہ کے لئے موزوں ہے جس کو ہم اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے پسند کرتے ہیں مسلمان فرقہ احمدیہ ہے یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرا نام احمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم محمد جلالی نام تھا ...... لیکن اسم احمد جمالی نام تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے ...... یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے؟"

(اشتہار مورخہ ۴ر نومبر ۱۹۰۰ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کے باوجود جماعت احمدیہ کو قادیانیت وغیرہ القاب سے موسوم کرنا مدیر مذکور کی دیوبندی ذہنیت کی صحیح عکاسی ہے۔

فاضل دیوبند نے اپنا مضمون اس فقرے سے شروع کیا ہے کہ

"قادیانیت کی بادسموم کا رخ اگرچہ تقسیم ہند کے بعد پاکستان ہی کی طرف مڑ گیا ہے اور دیار اس کا مامن و مستقر ہے لیکن ہمارے پاس بھی اس سے متعلق سوالات وقتاً فوقتاً آتے رہتے ہی ہیں؟"

معلوم تو ایسا ہوتا ہے کہ موصوف اب تک خواب خرگوش میں پڑے ہوئے ہیں۔ بے شک تقسیم ملک کے بعد جماعت احمدیہ

کے دائمی مرکز قادیان سے کثیر آبادی دوسری جگہ منتقل ہو گئی۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ قادیان اب بھی جماعت احمدیہ کے ایک فعال مرکز کی حیثیت سے اپنی پوری تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ اور ہندوستان کے تمام اطراف میں مبلغین پوری تندہی سے اپنے تبلیغی مشن جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ ذکر بھی یہاں خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ احمدیہ مسلم مشن بمبئی کے انچارج مولوی بشیر اللہ صاحب خود دیوبند کے فارغ التحصیل فاضل ہیں۔ اور یہ بات بھی ہمارے مدیر محترم کی خوشی کا باعث ہوگی کہ قادیان کی دینی درسگاہ جہاں سے مبلغین اسلام تیار ہو رہے ہیں کے ایک معلم مولوی محمد عثمان صاحب بھی ایک فاضل دیوبند ہیں!! ایک تازہ خبر یہ بھی ملاحظہ ہو کہ مغربی بنگال کے ایک جید عالم مولانا عبدالحنان صاحب اشعری نے جو کہ فاضل دیوبند بھی ہیں۔ پچھلے ماہ کلکتہ کے ایک جلسہ عام میں حلقہ بگوش احمدیت ہونے کا اعلان فرمایا ہے:

مولانا صاحب محترم دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد بنگال کی مختلف عربی درسگاہوں میں بطور معلم کام کرتے رہے ہیں۔ اور آجکل کلکتہ کے نواحی مقام بڑتلا میں ایک پرانی عربی درسگاہ "عین العلوم" کے ناظم ہیں۔ اور ماشاء اللہ مغربی بنگال میں بیسیوں علماء کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے!! (تفصیل کے دیکھیں اخبار بدر مورخہ ۵ر نومبر ۱۹۶۲ء) مدیر تجلی کو شاید علم ہوگا کہ مغربی بنگال اور خصوصاً کلکتہ ہندوستان میں واقع ہے۔ بے شک ہمارے فاضل عثمانی صاحب یہ کہہ کر اپنے دل کو جھوٹی تسلی دے سکتے ہیں کہ تقسیم ملک کے بعد احمدیت ہندوستان سے کوچ کر گئی ہے لیکن اس حقیقت کا کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ خدا کے فضل سے احمدیہ جماعت برصغیر ہند و پاک کی سرحدوں کو پار کر کے بیرونی ممالک میں بڑی سُرعت کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ اور سعید روحوں کو لاکھوں کی تعداد میں اپنی طرف کھینچتی چلی آ رہی ہے۔ چنانچہ لکھنؤ سے نکلنے والے ایک دینی جریدہ صدق جدید ۲۶ر اکتوبر ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں ایک مولانا صاحب کا بیان شائع ہوا ہے جس میں موصوف لکھتے ہیں کہ:۔ "میرا لڑکا ڈاکٹر معین الدین احمد زیرِ تحتی حکومت امریکہ کی طرف سے انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ یا ورلڈ بینک میں خدا کے فضل سے ایک نہایت معزز ذمہ دار عہدے پر فائز ہے۔ اسے سال میں متعدد مرتبہ مشرقی افریقہ کے ممالک کے دورے پر جانا پڑتا ہے۔ سال رواں کے شروع میں وہ ایک ماہ کی رخصت لے کر یہاں جو آئے تو انہوں نے نہایت افسوس بلکہ مایوسی کے انداز میں کہا کہ:۔ "میں جہاں بھی گیا ہوں میں نے مرزائی مبلغین کو سرگرم عمل پایا۔ گیا وہ تمام لوگ بہتر ملازمیں بھی متاز ہیں...

کے سلسلہ میں وسیع المعلومات، کتب مقدسہ کے حوالجات سے واقف اور تبلیغی نشیب و فراز سے آگاہ نظر آتے۔ ساتھ ہی شرمندگی سے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ کسی نام نہاد اسلامی جماعت کا کوئی نمائندہ وہاں مجھے نظر نہیں آیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمارے دیوبندی مولوی صاحب کو اس قسم کی حقیقت بیانیاں ایک آنکھ نہیں بھاتیں چنانچہ موصوف نے جلے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہوئے لکھا کہ:۔

"ہمارے درمیان کچھ ایسے بزرگ پائے جاتے ہیں کہ جو واقعیۃً صاحب علم، صاحب بصیرت اور حق پسند ہونے کے باوجود نہ جانے کس حیرت انگیز اختلالِ فکر کے تحت قادیانیت سے حُسنِ ظنی کی روش رکھتے ہیں...... ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں اس رواداری، فراخ نظری، اور وسیع القلبی سے......"

گویا کہ صاحب علم و صاحب بصیرت اور حق پسندوں کو مدیر تجلی کی طرف سے کم ظرفی اور تنگ نظری کی دعوت دی جا رہی ہے۔ اذا کان الغراب دلیل قوم سیھدیھم طریق الھالکینا

مضمون نگار آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"ہمیں اس قادیانیت سے دلچسپی نہیں برتنی چاہئیے جو بلا ریب و شک ایک مستقل دین ہے۔ اور اس کے ماننے والے اُمتِ مسلمہ سے جدا ایک اُمت ہیں۔ ان کا معاملہ بدعتیوں اور مغرب زدوں جیسا نہیں بلکہ کھلے غیر مسلموں جیسا ہے"۔

اس کا جواب مضمون کی ابتداء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تحریرات کے ذریعہ آچکا ہے۔ علاوہ ازیں اپنے ایمان بالاسلام کے متعلق حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے۔ اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائے گا۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلہ میں تو بفضلہ تعالیٰ یہی پلہ بھاری رہے گا"۔

(کرامات الصادقین صفحہ ۲۵)

مدیر موصوف احمدیوں کے متعلق ذکر کرتے ہوئے رطب اللسان ہیں کہ:۔

"یہ مسلمان نہیں ہیں۔ اور ہیں تو پھر ہم مسلمان نہیں ہیں"!

اس فقرہ کے پہلے حصہ کے متعلق ہم ڈنکے کی چوٹ کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ بفضلہ تعالیٰ ہم مسلمان ہیں۔ ہمارے اس اعلان کی تائید موجودہ دور کے ایک مفکر اسلام علامہ نیاز فتحپوری اس رنگ میں فرماتے ہیں کہ:۔

"اس وقت تمام ان جماعتوں میں جو اپنے آپ کو اسلام سے منسوب کرتے ہیں صرف یہی ایک جماعت ایسی ہے جو بانی اسلام کی متعین کردہ شاہراہ زندگی پر پوری استقامت کے ساتھ گامزن ہے۔ اور گو اس کا احساس تنہا مجھ ہی کو نہیں بلکہ احمدی جماعت کے مخالفین کو بھی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ مجھے اس کے اظہار میں باک نہیں اور ان کی رعونتِ نفس یا احساسِ کمتری اس اعتراف سے باز رکھتا ہے"۔

(ماہنامہ نگار نومبر ۱۹۵۹ء)

مدیر موصوف کے مذکورہ بالا فقرے کے دوسرے حصہ کو یعنی "اور ہیں تو پھر ہم (دیوبندی) مسلمان نہیں" ہم قارئین کے فیصلہ پر چھوڑتے ہیں۔ لیکن یہاں ایک حقیقت کا اظہار کرنا بھی ضروری ہے کہ حضرت مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آج مسلمان ۷۲ سے زائد فرقوں میں منقسم ہو چکے ہیں۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک فرقہ دوسرے پر کفر و ارتداد کا فتوے لگانے اور انہیں دائرۂ اسلام سے خارج کرنے میں ہمہ تن مصروف ہے۔ اور ان کے علماء آپس میں کفر کے فتوے کی مشین گن دھڑا دھڑ چلاتے جا رہے ہیں۔ طول بیانی کے ڈر سے ان فتوؤں میں سے چند ایک بھی نقل کرنے سے گریز کرتا ہوں۔

جماعت احمدیہ کو خارج از اسلام ثابت کرتے ہوئے دیوبندی ایڈیٹر لکھتے ہیں کہ

"وہ لوگ مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں جو خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا وجود تسلیم کرتے ہیں"۔

اگر احمدی محض اس وجہ سے مسلمانوں کے زمرے سے خارج ہیں کہ وہ حضرت خاتم الانبیاءؐ کے بعد آپؐ ہی کے بروز اور متبع ایک اُمتی نبی کو مانتے ہیں تو وہ مسلمان فاضل مدیر کے خیال میں بدرجہ اولیٰ (نعوذ باللہ) کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہونا چاہیئے تھا جو بنی اسرائیل کے نبی حضرت عیسے علیہ السلام جن کا ذکر قرآن کریم میں رسولاً الی بنی اسرائیل آیا ہے کی دوبارہ آمد بحیثیت نبی کے تسلیم کرتے ہیں۔

مدیر موصوف نے اپنے مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ ناپاک الزام لگایا ہے کہ آپ نے "بعض جلیل القدر پیغمبروں کی شان میں کھلی گستاخیاں اور دریدہ دہانیاں کی تھیں"۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے:

حضرت مرزا صاحب کی آمد سے قبل علماء سوء نے خدا تعالیٰ کے فرشتوں اور نبیوں پر ایسے ایسے گندے الزامات لگا رکھے تھے کہ الامان والحفیظ!

حتیٰ کہ حضرت سرور کائنات و فخر موجودات وسید المعصومین کو بھی ان علماءِ اُمت نے نہیں چھوڑا!۔

ان حوالجات کا نقل کرنا بھی بہت بڑی جرأت ہے۔ اسے صرف اشارۃً ہی بیان کیا جاتا ہے۔

ان نام نہاد علماءِ اسلام کا تو یہ کارنامہ ہے کہ اُنہوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وسلم تک کسی کو بھی نہیں چھوڑا لیکن حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آکر ان تمام گندے اور غلط الزامات کی تردید فرمائی اور انبیاء کے صحیح مقام و مرتبہ کو دنیا میں قائم رکھا اور ان کی لازوال عزت کی حفاظت فرمائی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

ہر رسولے آفتاب صدق بود
ہر رسولے بود مہر انور ے
ہر رسولے بود ظلّے دیں پناہ
ہر رسولے بود باغ مثمر ے
گر بدنیا نامدے ایں خیل پاک
کار دیں ماندے سراسر ابترے

نیز فرمایا:۔

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

تصحیح

اخبار بدر مورخہ ۱۹ر نومبر کے پرچہ میں مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام معاون ناظر خاص کے بچے کی پیدائش کا اعلان شائع ہے۔ اس کی تاریخ پیدائش ۱۷ر اکتوبر کی بجائے ۷ر نومبر ہے۔

خاکسار محمود احمد عارف درویش قادیان

درخواست دعا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو ۱۴/۱۱ کو لڑکا عطا فرمایا مگر میری اہلیہ کی حالت بہت نازک ہو گئی ہے احباب کرام سے ہر دو کی کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار گلزار احمد معلم وقف جدید از سونگڑہ

اعتقادی کمزوری کے افسوسناک نتائج

پونچھ میں ایک غیر مبائع دوست سے تبادلۂ خیالات!

از مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب خانی صدر جماعت احمدیہ پونچھ

چند دن ہوئے بجدرواہ کے ایک غیر مبائع دوست چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب جو کو آپریٹو سوسائیٹی بنک کے ریٹائرڈ اسسٹنٹ رجسٹرار ہیں۔ اور غالباً انجمن غیر مبائعین بجدرواہ کے صدر یا امام الصلوٰۃ بھی ہیں اچانک کسی پرائیویٹ ملازمت کے سلسلہ میں جب پونچھ وارد ہوئے اور مسجد احناف کے مشہور و معروف مکفر و مکذب مولوی امیر عالم صاحب جن کا نام مشغلہ حضرت اقدسؑ کو گالیاں دینا اور تکذیب کرنا ہے کی اقتدار میں نماز ادا کی اور پھر میرے پاس مسجد احمدیہ میں تشریف لا کر شب باش ہوئے۔ خاکسار نے افسوس کے ساتھ استفسار کیا اور دلائل کی روشنی میں سمجھا کر دریافت کیا کہ کسی مکفر و مکذب کی اقتدار میں نماز پڑھنا کہاں تک احمدیت کی تعلیم کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔ آپ ماشاء اللہ سفید ریش بزرگ کہلاتے ہوئے اس بات کی غیرت نہیں رکھتے کہ حضرت اقدسؑ کے مکفر و مکذب کی اقتدار کریں؟ کیا آپ نے مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کبھی نہیں کی؟ اور اُن کا یہ فتویٰ نہیں پڑھا (جس کو نیچے نقل کیا گیا ہے)

"جو لوگ کسی مسلمان کو کافر قرار دیں ان پر بروئے حدیث یہ سزا وارد ہوتی ہے کہ وہ کفر اُلٹ کر اُن پر پڑتا ہے۔ لہٰذا ہم ایسے لوگوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا . . . . خواہ وہ مولوی اور مفتی ہوں جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کو کافر کہا"
(پیغام صلح جلد ۱۴ نمبر ۴۳)

اس پر چوہدری صاحب مذکور نے برملا جواب دیا کہ:-

"میں نے احمدیت کو مانا مگر بیعت تو کوئی نہیں کی ہے البتہ میں نے ایک سرسری چٹھی مولوی محمد علی صاحب کو لکھی تھی کہ میں حضرت مرزا صاحب کو مجدد مانتا ہوں اور نبی نہیں مانتا اور میرا اعتقاد ہے کہ مرزا صاحب کے انکار سے کوئی شخص مجرم نہیں بن سکتا اور میں ہر مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنے کا خواہاں ہوں۔ وہ بانی سلسلہ یا احمدیوں کا کتنا ہی مخالف ہو اگر ایسی پوزیشن ہے تو میں احمدی بننے کو تیار ہوں۔"

جواب ملا کہ ٹھیک ہے پس میں اس عقیدے سے کا احمدی ہوں اور یہی اعتقاد جماعت لاہور کا ہے یعنی نماز ہر مکفر و مکذب کے پیچھے ہو سکتی ہے۔"

میں نے چوہدری صاحب کو بہت کچھ سمجھانے کے علاوہ گذشتہ سال کا ایک واقعہ بھی یاد دلایا کہ آپ کو جموں میں بھی اسی طرح میرے ساتھ بدوران بحث مسٹر بال ٹیلر صاحب کے دولت خانہ پر جب بحث ہو رہی تھی چند معززین خصوصاً ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب حنفی و مکرم بابو محمد یوسف صاحب احمدی و مکرم حکیم محمد سعید صاحب مبلغ وغیرہ بر ملا ہزیمت اُٹھانی پڑی تھی۔ جبکہ جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے آپ کی بے دلیل باتیں سن کر نہایت افروختہ خاطر ہو کر آپ کو میرے مقابل پر مشورہ دیا تھا کہ

"یا تو آپ کھلم کھلا ہمارے ساتھ مل جائیں ورنہ احمدی کہلاتے ہوئے آپ کو ہمارے مولویوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا کوئی ثواب نہیں ہے بلکہ آپ اپنی نماز بھی ضائع کرتے ہیں یہ عجیب منافقت ہے کہ ہم تو مرزا صاحب کو نہ مسلمان سمجھتے ہیں اور نہ ہی مرزا صاحب کا نام لینا اپنی مساجد میں پسند کرتے ہیں اور آپ مرزا صاحب کو مجدد مان کر بھی ہمارے پیچھے نمازیں پڑھ لیتے ہیں۔ آپ کی تو وہی مثال ہے کہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے"

اس واقعہ کو یاد کرانے کے باوجود بھی چوہدری صاحب اپنی بات پر مصر رہے۔ بلکہ دوسرے دن نماز جمعہ بھی اسی رئیس المکفرین مولوی کی اقتدار میں ادا کر کے دوبارہ احمدیہ مسجد میں تشریف لائے تو میں نے چند معززین خصوصاً مکرم جناب شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سلسلہ۔ مکرم جناب محمد یوسف صاحب ہیڈ ماسٹر ٹیچرز ٹریننگ سکول پونچھ۔ مکرم عنایت الدین صاحب سپرنٹینڈنٹ اوقاف راجوری و خطیب مسجد احناف تحصیل منڈی راجوری وغیرہ کے سامنے چوہدری صاحب سے پھر استفسار کیا کہ جب آپ کے امیر مرحوم مولوی محمد علی صاحب کا بھی اعتقاد اور فتویٰ ہے کہ مکفر کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں تو کم از کم لاہوری جماعت سے تعلق رکھنے کے باعث آپ کو مولوی امیر عالم جیسے مکفر کے پیچھے نماز پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیئے تھا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی اس صریح غلطی کو آپ کی جماعت کا سیکرٹری ماسٹر عبدالکریم صاحب بھی محسوس کرے گا۔ تو جواب دیا کہ

"میں مولوی محمد علی صاحب کا نہ تو پیرو ہوں اور نہ ہی میں ان کو مجدد مانتا ہوں اور نہ ہی لاہوری جماعت کسی کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکتی ہے۔"

خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب تحفہ گولڑویہ پیش کر کے کہا کہ یہ ٹھیک ہے کہ مولوی محمد علی صاحب مجدد نہیں ہیں۔ لیکن آپ کی انجمن کے مسلمہ امیر تو تھے اسی لئے تو آپ نے اُن کو چٹھی لکھی تھی ورنہ ضرورت ہی کیا تھی۔ تاہم حضرت اقدسؑ نے مجدد ہیں جس سے آپ کو بھی انکار نہیں تو ان کا یہ ارشاد ہے

"پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر و مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلّی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۷ حاشیہ)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۹۰۲ء میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

"خدا فرماتا ہے کہ تم ایسے لوگوں کو بالکل چھوڑ دو اگر وہ چاہے گا تو ان کو خود درست کر دیگا یعنی وہ مسلمان ہو جائیں گے مگر خدا تعالیٰ منہاج نبوت پر اس سلسلہ کو چلانا چاہتا ہے۔ مداہنہ سے ہرگز فائدہ نہ ہوگا بلکہ اپنا حصہ ایمان کا بھی گنوا دیتے ہیں"

(بدر ۵ ارمئی ۱۹۰۲ء)

چوہدری صاحب یہ حوالجات سن کر حیرت زدہ ہوئے گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بیچارے کو وقف "ہر کلمہ گو مسلمان ہے" بتا کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحیح تعلیمات و ہدایات سے ناواقف رکھا ہے چنانچہ آپ نے سہم کر جواب دیا کہ

"ایسا حضرت صاحب نے ہرگز نہیں فرمایا ہے یہ الفاظ قادیانیوں نے اپنی طرف سے بڑھا دیے ہیں ٹھونس دیئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نا قل: لہٰذا میں ایسی عبارت کا اس لئے بھی پابند نہیں ہوں کہ میرے نزدیک مرزا صاحب صرف امام اور مجدد ہیں نبی نہیں اور نہ ہی میں مرزا صاحب کے انکار کرنے والوں کو مجرم قرار دیتا ہوں"

اس پر خاکسار نے اجرائے نبوت پر سیر حاصل روشنی ڈالی اور مشکوٰۃ شریف سے وہ حوالہ بھی پڑھایا جس میں آنے والے مسیح موعودؑ کو خود حضرت رسول کریم صلعم نے نبی اللہ کہا ہے۔ مگر افسوس کہ چوہدری صاحب تمام حوالجات سے روگردانی کرتے ہوئے کہنے لگے۔

"یہ مرزا صاحب کا کلام نہیں بلکہ قادیانیوں کی اپنی تحریف ہے میں نے احمدی ہوتے وقت مرزا صاحب سے اتنا ہی اقرار کیا ہے کہ میں حضرت مرزا صاحب کو ظلی یا بروزی یا کسی قسم کا نبی نہیں مانتا صرف امام اور مجدد مانتا ہوں۔ اور امام یا مجدد کی بات کسی پر کوئی حجت نہیں ہوتی۔"

اس پر میں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حسب ذیل دو حوالے پیش کئے حضور فرماتے ہیں:-

"مبارک وہ جس نے مجھ کو پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے"

(کشتی نوح صفحہ ۵۶)

اسی طرح حضورؑ نے فر[illegible]

"یہ ایک ایسا مبارک [illegible] کہ فضل اور جود الٰہی نے مقدر کر رکھا ہے یہ زمانہ ہم لوگوں کو صحابہؓ کے رنگ میں لائے گا

اور آسمان سے کچھ ایسی ہوا چلے گی کہ یہ تہتر فرقے مسلمانوں کے جز ایک کے سب غار اسلام اور بدنام کنندہ اس چشمہ کے ہیں خود بخود کم ہوتے جائیں گے۔ اور تمام ناپاک فرقے جو اسلام میں ہیں مگر اسلام کی حقیقت کے منافی ہیں صفحہ زمین سے نابود ہو کر ایک ہی زندہ جماعت گاہ صحابہ کے رنگ میں ہوگا۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲۹،۱۲۸)

ان واضح حوالجات کو سننے کے باوجود چوہدری صاحب موصوف اپنی بات پر مصر رہے اور فرمایا:۔

"میری بیعت میں یہ چیز نہیں کہ میں اخلاق کو چھوڑ دوں بلکہ اخلاق یہی ہے کہ میں عام مسلمانوں سے حسن سلوک کرتا رہوں جیسا کہ بیعت فارم میں بھی ہے کہ "مسلمانوں سے خصوصاً ہمدردی کروں گا" لہذا میں از راہ ہمدردی ہر شخص کے پیچھے نماز پڑھنے پر مجبور ہوں زیادہ میں کچھ نہیں جانتا۔"

چنانچہ اس طویل تبادلہ خیالات میں ہمارے پیش کردہ دلائل نے سامعین کو از حد متاثر کیا۔ مکرم محمد عنایت الدین صاحب پروائیز ڈائرکٹر راجوری و خطیب جامع مسجد لقمنہ راجوری نے اپنا تحریری فیصلہ ان الفاظ میں لکھ دیا کہ

"نبی آخر الزمان محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ صحیح حدیث میں یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ میرے بعد مسیح موعود یعنی حضرت عیسے علیہ السلام مہدی موعود کا آنا ضروری ہے تو اس سے انکاری کفر نہیں تو اور کیا ہے؟ لہذا انکار حدیث رسول کے پیچھے نماز نہیں آتی ہے اور نہ ہی کوئی مسلمان پڑھتا ہے آج راقم کے روبرو چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب اور قانی صاحب کے درمیان تبادلہ خیال اور احمدیت مسیح موعود یا نبی ہونے پر تکرار ہوا۔ تو چوہدری صاحب نے جناب مرزا غلام احمد صاحب کے نبی ہونے اور مسیح موعود کا دعویدار ہونے سے نفرت کا اظہار کیا ہے گویا صاحب موصوف نہ ان کو نبی تسلیم فرماتے ہیں اور نہ مسیح موعود صرف مجدد زمانہ سے انکار نہیں ہے تحریر ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۴ء

بندہ محمد عنایت الدین خطیب جامع مسجد لقمنہ راجوری جموں

مندرجہ بالا واقعات کی روشنی میں خاکسار جملہ اکابرین غیر مبایعین سے استفسار کرتا ہے کہ کیا چوہدری صاحب مذکور کا موجودہ اعتقاد ان کی انجمن کے قائم کردہ عقائد سے مطابقت رکھتا ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو میں سمجھوں گا کہ اس قسم کی اعتقادی کمزوریوں کا پیدا ہونا بھی حضور علیہ السلام کے صحیح مراتب سے گریز کرنے کی وجہ سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ہندوستان بشمول ریاست جموں و کشمیر کے انجمن ہائے غیر مبایعین صرف دو تین جماعتوں پر ہی مشتمل ہیں۔ ان کے ممبران کی جو اعتقادی حالت ہے وہ اس سے ظاہر ہے۔ خصوصاً بھدرواہ کی "انجمن اشاعت اسلام" جو ابتدا سے صرف ایک مختصر کنبہ کے چند افراد پر مشتمل ہے رشتوں ناطوں کی پابندیوں سے آزاد ہونے کے باوجود اور غیر احمدیوں کے پیچھے نماز و جنازہ وغیرہ مراسم ادا کرتے ہوئے بھی آج تک کسی دوسرے کنبہ کا ایک فرد بھی ان میں شامل نہ ہوا بلکہ غیر مبایعین نے بعض لڑکیاں غیر احمدیوں کو دے کر ترقی کی بجائے اپنے لئے خسارہ پیدا کر دیا ہے کیونکہ غیر احمدی دامادوں نے احمدی لڑکیوں کو بھی اپنے عقائد کا پابند کر کے مسیح موعود علیہ السلام کی سچی تعلیم سے منحرف کر دیا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں بھدرواہ میں ایک مخلص احمدی خاتون کا انتقال ہوا جنازہ پر کافی تعداد غیر احمدی احباب بھی تشریف لائے اور انہوں نے غیر احمدی مولوی کی اقتدا میں مرحومہ کا جنازہ پڑھا اور احمدی تب تک الگ ... رہے۔ اس کے بعد حکیم محمد سعید صاحب مبلغ سلسلہ کی قیادت میں احمدیوں نے جنازہ پڑھا۔ تو غیر مبایعین حضرات بھی نماز میں شامل ہو گئے۔ نہ معلوم یہ کیا پوزیشن ہے؟ ؎

با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام

تحریک دعا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک بار جماعت میں تحریک فرمائی تھی کہ ہر خاندان کم از کم ایک لڑکا اسلام کی خدمت کیلئے وقف کرے چنانچہ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں میں نے اپنے بیٹے عزیز محمد انعام غوری کو وقف کر کے مدرسہ احمدیہ قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے بھیجا اور اب تیسری جماعت میں ہے۔ عزیز موصوف کی صحت کچھ عرصہ سے ٹھیک نہیں۔ میں نہایت عاجزانہ طور پر بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت درخواست کرتا ہوں کہ ازراہ کرم عزیز موصوف کیلئے خصوصیت سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت و تندرستی عطا فرما کر لمبی عمر دے اور بڑے ہو کر خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار محمد امام غوری احمدی از یادگیر

ایک درویش کی شادی خانہ آبادی

اخویم محترم مولوی محمد عبد اللہ صاحب معاون ناظر دعوۃ و تبلیغ کی اہلیہ محترمہ کی وفات پران کا نکاح محترمہ سیدہ سہیلہ محبوب صاحبہ بی۔ اے دختر مکرم سید محبوب الحسن صاحب ایڈووکیٹ مرحوم بھاگلپور (صوبہ بہار) سے ہوا تھا۔ رخصتانہ کے لئے مولوی صاحب موصوف اپنے دو خورد سال بچوں عزیزہ عائشہ و عزیز احمد سلیمان اور خاکسار کے ہمراہ ۵ نومبر کو روانہ ہو کر ۷ نومبر کو سلطان گنج پہنچے۔ جہاں محترم سید عاشق حسین صاحب صدر جماعت خانپور ملکی (رفاعی پور) کے عزیز موجود تھے اور وہ بذریعہ بس اپنے ہاں ہمیں لے گئے۔ رات خاکسار کی صدارت میں دو اڑھائی گھنٹے تبلیغی جلسہ منعقد ہوا جس میں محترم سید محمود الحسن صاحب و محترم مولوی عبد الحی صاحب نعمل مبلغ علاقہ بہار کی تقاریر ہوئیں۔ اور علی الصبح وہاں سے چند احباب کی شرکت کے ساتھ بارات سلطان گنج اور وہاں سے بذریعہ ریل صبح آٹھ بجے کے قریب بھاگلپور پہنچی۔ جہاں سٹیشن سے بارات کو موٹروں میں جناب شاہ محمد خالد صاحب کی کوٹھی پر اتارا گیا (جناب شاہ صاحب مولوی صاحب کے برادر نسبتی جناب ڈاکٹر محمد فخر الحسن صاحب کے خسر ہیں اور بہت ذی وجاہت شخصیت ہیں)

۸ نومبر کو رات ۹ بجے وہاں سے موٹروں پر بارات کو جناب وکیل صاحب کے ہاں لے جایا گیا۔ جہاں بعد نماز عشاء مہمانوں اور اندرون خانہ میں خواتین بانصد کی تعداد میں کھانے پر مدعو تھے۔ اور پھر رخصتانہ عمل میں آیا۔ اس تقریب پر جناب پروفیسر عبد السلام صاحب خان۔ جناب عبد السلام صاحب ڈی۔ ایس۔ پی (جو دونوں محترمہ کے ماموں ہیں) اور جناب شاہ شکیل صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج گیا اور جناب سید لئیق احمد صاحب ایم۔ اے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ رانچی و جناب سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ جو دونوں محترمہ کے بہنوئی ہیں اور جناب سید مسعود عالم صاحب بی۔ ڈی۔ او نے شرکت فرمائی۔ اخویم مولوی عبد الحق صاحب فضل شکریہ کے مستحق ہیں جن کی توجہ سے یہ رشتہ ہوا۔ اور واپسی تک کیول تک ان کی رفاقت ہر طرح آرام کا موجب رہی۔ محترم سید عاشق حسین صاحب بھی کہ انہوں نے اور ان کے بیٹوں اور احباب جماعت نے خاطر و مدارت میں کوئی کمی نہیں رہنے دی اور ایمان افروز باتوں سے محظوظ کرتے رہے۔

۱۲ نومبر کو بھاگلپور سے روانہ ہو کر ۱۴ نومبر کو پانچ بجے شام کی گاڑی سے بارات قادیان بخیر و عافیت پہنچی۔ سٹیشن پر ازراہ کرم مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور بہت سے احباب و خواتین نے استقبال کیا۔ اور دولہا دولہن کو موٹر پر احمدیہ محلہ پہنچایا گیا۔ جہاں مکرم مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل امیر جماعت نے مع احباب ازراہ مہربانی خوش آمدید کہا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

احباب دعا فرمائیں کہ یہ رشتہ بابرکت ہو۔ محترمہ اپنی ماں سے محروم نصف درجن بچوں کے لئے شفیق والدہ ثابت ہوں۔ اور وہ یہاں واحد احمدی گریجوایٹ خاتون ہیں۔ اپنی قابلیت سے جماعتی خدمات کی توفیق پائیں۔

خاکسار ملک صلاح الدین ایم۔ اے (مؤلف اصحاب احمد) قادیان

ایک افسوسناک سانحہ ارتحال

بری شادی کی تقریب میں شرکت کے لئے میرے ہمزلف جناب شاہ شکیل صاحب پروفیسر گیا مع اہل و عیال بھاگلپور آئے تھے ان کے بڑے صاحبزادے عزیز عباس احمد صاحب بی۔ ایس سی جو گیا کالج میں ڈیمنسٹریٹر تھے، اکیس بائیس سال نوجوان تھے اور کسی بیرونی ملک میں جانے کا عزم رکھتے تھے) اکیلے ریل گاڑی میں واپس جا رہے تھے کہ ۱۲ نومبر کو ۱۰ بجے صبح گیا کے قریب مان پور سٹیشن پر چلتی گاڑی سے گر کر شدید زخمی ہو گئے کسی واقفکار نے ایمبولنس کار پر گیا ہسپتال میں پہنچایا۔ تمام ڈاکٹروں نے سر کا اپریشن کیا۔ لیکن عزیز جانبر نہ ہو سکے اور چار گھنٹے بعد اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم سے بھاگلپور میں چار یوم اکٹھا رہنے کا موقعہ ملا۔ عزیز کو خاموش طبع سنجیدہ مزاج اور مخلص پایا۔ عزیز مرحوم مجھے کہتے کہ قادیان کی باتیں ہی سناتے جائیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے والدین اور اقارب کو صبر جمیل کی توفیق دے اور مرحوم کی مغفرت اور درجات بلند فرماتے۔ آمین۔

خاکسار محمد عبد اللہ معاون ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

درخواست دعا۔ میرا بھائی عزیز لطف الرحمن خان صاحب جو اس وقت بطور ڈاکٹر فوجی خدمات سرانجام دے رہے ہیں قبل ازیں کافی عرصہ جماعت اور ایم۔ پی کٹک میں سیکرٹری مال رہے ہیں آجکل سخت علیل ہیں احباب جماعت ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار عطا الرحمن خان احمدی جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز بہار۔

ششماہی اول کا اختتام اور احباب جماعت و عہدیداران کا فرض

صدر انجمن احمدیہ کے موجودہ مالی سال کی ششماہی اول گذر چکی ہے اس گذشتہ چھ ماہ کے عرصہ میں جہاں پر بفضل تعالیٰ بعض جماعتوں کی طرف سے بجٹ کے مطابق چندہ جات کی وصولی ہوئی ہے وہاں پر متعدد جماعتوں کی طرف سے لازمی چندہ جات میں آمد کم ہوئی ہے اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں کہ جن کی وصولی اب تک برائے نام ہے حالانکہ نظارت بیت المال کی طرف سے جملہ جماعتوں کو انکے لازمی چندہ جات کی وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے باقاعدہ ہر ماہ آگاہ کرکے چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور ہفتہ وار اخبار اور رسائل و سرکلرز اور تحریکات اور مرکزی نمائندوں کے ذریعہ بھی احباب جماعت و عہدیداران کو بیدار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن بہت سے احباب جماعت و عہدیداران اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو نہیں سمجھ رہے چندہ عام۔ حصہ آمد اور جلسہ سالانہ لازمی چندے ہیں جن کی بنیاد خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رکھی اور ان کی باقاعدہ ادائیگی کے متعلق حضور نے یہاں تک تاکید فرمائی ہے کہ

جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام سلسلہ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہ سکتا۔

نیز فرمایا۔کہ " خدا کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر، اپنی عزت کو چھوڑ کر اپنے مال کو چھوڑ کر، اپنی جان کو چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ گے جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اگر تم تلخی اٹھالو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے "۔

پھر فرماتے ہیں کہ:-

" یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا موقعہ ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو یہ پھر کبھی ہاتھ نہ آئے گا۔ پھر اسکے بعد یقیناً وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسے کے برابر ہوگا "۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

" جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونیکے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں انکی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔

" پس میں تمام امراء اور سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہئے تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں "۔

ادائیگی بقایا جات کے بارہ میں تاکید فرماتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

" میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کر دیں وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات زیادہ ہیں یہ بات تو ہر شخص کو معلوم ہے "۔

اسی طرح اضافہ چندہ جات کے بارہ میں احباب جماعت کو تاکید کرتے ہوئے فرمایا:-

" اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو کیونکہ جتنا چندہ تم دو گے اس سے ہزاروں گنا تمہیں ملے گا اور دنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی جس کے متعلق تمہارا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو تاکہ دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیجے جائیں اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے اور دنیا کی ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہوگی مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی نہیں "۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں جملہ احباب جماعت و عہدیداران جماعت اس بات کا پختہ عزم کرلیں کہ خواہ کچھ ہو وہ اپنے اور اپنی جماعت کے لازمی چندہ جات کی مرکز کو سو فیصدی ادائیگی کرکے ہی دم لیں گے اور گذشتہ ششماہی میں جو کوتاہی ہوئی ہے اس کا پورا پورا ازالہ کرکے خدا تعالیٰ کے فضلوں اور انعامات کے وارث بنیں گے۔ جلسہ سالانہ میں بھی اب صرف ایک ماہ باقی رہ گیا ہے اس چندہ کی بھی جلسہ سالانہ سے قبل سو فیصدی ادائیگی کی طرف احباب جماعت کو توجہ دینی چاہئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو سالانہ فیصد اور ہمیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات عالیہ پر کما حقہ عمل کرکے صحیح معنوں میں احمدی بننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام فضلوں اور انعامات کو پانے والے ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

ناظر بیت المال قادیان

سیکرٹریان امور عامہ توجہ فرمائیں

گذشتہ دنوں تمام سیکرٹریان امور عامہ یا صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں چار قسم کے فارم بذریعہ بک پوسٹ بھجواتے ہوئے علیحدہ تفصیلی چٹھیاں بھی بھجوائی جا چکی ہیں۔ اور اخبار بدر میں متعدد بار اعلانات بھی کروائے جا چکے ہیں کہ

(۱) صرف ایسے قابل شادی اناث و ذکور کے کوائف مرکز میں بھجوائے جائیں جنکی شادیاں اپنے رشتہ داروں میں یا مقامی طور پر یا ارد گرد کے قریبی علاقہ میں بھی طے پانی مشکل ہوں۔

(۲) تمام افراد جماعت (شیر خوار بچوں تک) کی مردم شماری بمطابق ارسال کردہ فارم مرتب کرکے بھجوائی جائے۔ اور ارد گرد کے ایسے احمدی بھی شامل کر لئے جائیں جو ملازمت یا کاروبار کی سلسلہ میں مقیم ہوں اور وہ کسی جماعت کے باقاعدہ فرد نہ بن سکتے ہوں۔

(۳) ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ ماہانہ رپورٹ کارگذاری بھجوانے کا تسلی بخش انتظام کیا جائے۔ تاکہ مرکز کو مقامی جماعت کے پیش آمدہ حالات کا علم ہوتا رہے

مگر افسوس ہے کہ ابھی تک بہت کم جماعتوں نے ان اعلانات پر توجہ کرکے فارم مکمل کرکے بھجوائے ہیں اور معتدبہ حصہ ایسا ہی ہے جن کی طرف سے ابھی تک فارموں کی رسید گی تک کی بھی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ لہٰذا ان ذمہ دار عہدیداران کو پھر توجہ دلائی جاتی ہے کہ

(۱) قابل شادی افراد کے کوائف ہر جماعت کی طرف سے جلد از جلد مرکز میں پہنچ جانے ضروری ہیں کیونکہ بعض جماعتوں میں لڑکوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اور بعض جگہوں پر لڑکیوں کی زیادتی ہے اور عدم علم کی بنا پر دونوں جگہوں کے لئے رشتے طے کرنے کے معاملات سخت پریشان کن بن رہے ہیں۔ اور ان کا حل اسی طرح ممکن ہے کہ مرکز میں ہر جگہ کے قابل شادی افراد (اناث و ذکور) کے کوائف پہنچ جائیں تاکہ مرکز بھی رشتہ ناطہ کی مشکلات حل کرنے کی سعی کر سکے۔

(۲) اسی طرح احباب جماعت کی کئی سالوں سے مردم شماری بھی مکمل کرکے بھجوائے جانے ازبس ضروری ہیں۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ دوبارہ توجہ دلائی جاتی ہے کہ جن جماعتوں کو فارم ابھی تک نہیں پہنچ سکے وہ اطلاع دیں تاکہ دوبارہ بھجوا دیئے جائیں۔ اور جن کو پہنچ چکے ہیں وہ سستی سے کام نہ لیں۔ اور فارم جلد از جلد پُر کرکے واپس ارسال کرکے ممنون فرمائیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاتیک من کل فج عمیق — یاتون من کل فج عمیق

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا

تہترواں سالانہ

جلسہ

انعقاد بتاریخ:- ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۶۴ء بروز جمعہ - ہفتہ - اتوار

تحقیق حق و صداقت احمدیت معلوم کرنیکا بہترین و نادر موقعہ!

خود تشریف لاکر فائدہ اٹھائیں

پیشوایان مذاہب کی تعظیم اور امن و اتحاد کے قیام کے متعلق تقاریر سنیں!

حضرت امام جماعت احمدیہ کے روح پرور پیغام کے علاوہ ذیل کے روحانی اور علمی موضوعات پر جماعت کے علماء دوران خطاب فرمائینگے

پہلا دن ۱۸ فتح ۱۳۴۳ھ / ۱۸ دسمبر ۱۹۶۴ء بروز جمعہ

پہلا اجلاس

تلاوت قرآن کریم و نظم

دعاء و افتتاح جلسہ

پیغام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہستی باری تعالیٰ - محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

نظم

سدھ و ستیہ اتحاد - مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ انچارج بمبئی

اسلام کا اقتصادی نظام اور کمیونزم - مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ

دوسرا اجلاس (بوقت شب)

تلاوت قرآن کریم و نظم

نظام جماعت اور برکات خلافت - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

نظام وصیت کی اہمیت - مکرم مولوی بشیر احمد فاضل مبلغ دہلی

اہم تحریکات (تحریک جدید و وقف جدید) - مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ بہار

دوسرا دن ۱۹ فتح ۱۳۴۳ھ / ۱۹ دسمبر ۱۹۶۴ء بروز ہفتہ

پہلا اجلاس

تلاوت قرآن کریم و نظم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں - مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مبلغ سرینگر

مذہب اور سائنس - مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی

نظم

احمدیت کا مستقبل (انگریزی) - مکرم خان بہادر سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی

سکھ مذہب اور اسلام - مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ بہار

دوسرا اجلاس (بوقت شب)

تلاوت قرآن کریم و نظم

تقریر - صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

احباب جماعت احمدیہ ہندوستان کی ذمہ داریاں - مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ کلکتہ

تیسرا دن ۲۰ فتح ۱۳۴۳ھ / ۲۰ دسمبر ۱۹۶۴ء بروز اتوار

پہلا اجلاس

تلاوت قرآن کریم و نظم

موعود اقوام عالم - مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ دہلی

شمائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - مکرم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل جالندھری ایڈیٹر الفرقان

نظم

بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام اور اس کے نتائج - مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب

جماعت احمدیہ کا قیام اور اس کی خصوصیات - مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ کلکتہ

نظم

ضرورت مذہب - محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

دوسرا اجلاس (بوقت شب)

تلاوت قرآن و نظم

ذکر حبیب علیہ السلام

عقائد احمدیت پر اعتراضات اور ان کے جوابات - محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری ایڈیٹر الفرقان ربوہ

الوداعی خطاب و دعا - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

نوٹ:- (۱) مردانہ جلسہ کا پروگرام بذریعہ لاؤڈ سپیکر زنانہ جلسہ گاہ میں بھی سنا جائے گا۔

(۲) دوران جلسہ میں کسی کو سوال کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

(۳) ناظر دعوت و تبلیغ کی اجازت سے پروگرام میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔

(۴) مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام بذمہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگا۔ البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لاویں۔

(۵) اجلاس شبینہ بعد نماز مغرب و عشاء و فراغت از طعام مسجد اقصیٰ میں ہوا کریں گے۔

الداعی

مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان (انڈیا)